REGISTERED WITH THE REGISTRAR OF NEWSPAPERS
FOR INDIA AT NO. R.N. 61/57.
REGD. NO. P/GDP-3

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم وعلیٰ عبدہ المسیح الموعود

ہفت روزہ بدر قادیان

جلد ۲۳ — شمارہ ۴۸

ایڈیٹر:- محمد حفیظ بقاپوری
نائب ایڈیٹر:- جاوید اقبال اختر

شرحِ چندہ

سالانہ	۱۰ روپے
ششماہی	۵ روپے
ممالکِ غیر	۲۰ روپے
فی پرچہ	۲۵ پیسے

THE WEEKLY BADR QADIAN.

۱۳ ذیقعدہ ۱۳۹۴ ہجری قمری — ۲۸ نبوت ۱۳۵۳ ہجری شمسی — ۲۸ نومبر ۱۹۷۴ عیسوی

اخبارِ احمدیہ

قادیان ۲۵ نبوت (نومبر) سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے متعلق ربوہ سے کوئی تازہ اطلاع موصول نہیں ہوئی۔

احباب اپنے امام ہمام کی صحت و سلامتی درازی عمر اور مقاصد عالیہ میں فائز المرامی کے لئے دعائیں کرتے رہیں اللہ تعالیٰ ہر طرح اپنا فضل شاملِ حال رکھے آمین ؛

قادیان ۲۵ نومبر محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب سلمہ ربہٗ مع اہل و عیال بفضلہ تعالیٰ خیریت سے ہیں۔

— المکرم حضرت مولانا عبدالرحمٰن صاحب فاضل امیر جماعت احمدیہ قادیان مع جملہ درویشانِ کرام خیریت سے ہیں۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ

حتی الوسع تمام احباب کو جلسہ سالانہ میں ضرور شامل ہونا چاہیئے

میری دعا ہے کہ اس جلسہ میں شامل ہونے والوں کو اللہ تعالیٰ اجرِ عظیم عطا فرمائے۔ آمین

جلسہ سالانہ کے متعلق سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے تاکیدی ارشادات

جلسہ سالانہ پر آنے کی تاکید

"لازم ہے کہ اِس جلسہ پر جو کئی بابرکت مصالح پر مشتمل ہے ہر ایک ایسے صاحب ضرور تشریف لاویں جو زادِ راہ کی استطاعت رکھتے ہوں اور اپنا سرمائی بستر لحاف وغیرہ بھی بقدرِ ضرورت ساتھ لاویں۔ اور اللہ اور اُس کے رسول ؐ کی راہ میں ادنیٰ ادنیٰ ہرجوں کی پرواہ نہ کریں۔ خدا تعالیٰ مخلصوں کو ہر قدم پر ثواب دیتا ہے اور اس کی راہ میں کوئی محنت اور صعوبت ضائع نہیں جاتی۔ اور مکرر لکھا جاتا ہے کہ اس جلسہ کو معمولی جلسوں کی طرح خیال نہ کریں یہ وہ امر ہے جس کی خالص تائیدِ حق اور اعلائے کلمۂ اسلام پر بنیاد ہے۔ اِس سلسلہ کی بنیادی اینٹ خدا تعالیٰ نے اپنے ہاتھ سے رکھی ہے اور اِس کے لئے قومیں تیار کی ہیں جو عنقریب اس میں آملیں گی۔ کیونکہ یہ اُس قادر کا فعل ہے جس کے آگے کوئی بات انہونی نہیں۔"

جلسہ سالانہ کی غرض

(۱) "اِس جلسہ کی بڑی غرض یہ بھی ہے کہ تا ہر ایک مخلص کو بالمواجہ دینی فائدہ اُٹھانے کا موقع ملے اور ان کے معلومات دینی وسیع ہوں اور معرفت ترقی پذیر ہو۔"

(۲) "صرف طلب علم اور مشورۂ امداد اسلام اور ملاقاتِ اخوان کے لئے یہ جلسہ تجویز کیا ہے۔"

(۳) "ماسوا اِس کے کہ اِس جلسہ میں یہ ضروریات میں سے ہے کہ یورپ اور امریکہ کی دینی ہمدردی کے لئے تدابیرِ حسنہ پیش کی جائیں کیونکہ یہ ثابت شدہ امر ہے کہ یورپ اور امریکہ کے سفید لوگ اسلام قبول کرنے کے لئے تیار ہو رہے ہیں۔"

(۴) "اِس جلسہ میں ایسے حقائق اور معارف کے سُنانے کا شغل رہے گا جو ایمان اور یقین اور معرفت کو ترقی دینے کے لئے ضروری ہیں۔"

(اشتہار ۷ دسمبر ۱۸۹۲ء)

جلسہ سالانہ میں شامل ہونیوالوں کیلئے دُعا

"میں دُعا کرتا ہوں کہ ہر ایک صاحب جو اِس للّٰہی جلسہ کے لئے سفر اختیار کریں خدا تعالیٰ اُن کے ساتھ ہو اور اُن کو اجرِ عظیم بخشے اور اُن پر رحم کرے اور اُن کی مشکلات اور اضطراب کے حالات اُن پر آسان کر دے۔ اور اُن کے ہمّ و غم دُور فرمائے اور اُن کو ہر ایک تکلیف سے مخلصی عنایت کرے اور اُن کی مرادات کی راہ اُن پر کھول دے اور روزِ آخرت میں اپنے اُن بندوں کے ساتھ اُن کو اُٹھاوے جن پر اُس کا فضل اور رحم ہے۔ اور تا اختتامِ سفر اُن کے بعد اُن کا خلیفہ ہو۔ اے خدا، اے ذو المجد والعطاء اور رحیم اور مشکل کُشا! یہ تمام دُعائیں قبول کر اور ہمیں ہمارے مخالفوں پر روشن نشانوں کے ساتھ غلبہ عطا فرما کہ ہر ایک قوت و طاقت تجھ ہی کو ہے۔"

(اشتہار ۷ دسمبر ۱۸۹۲ء)

ملک صلاح الدین ایم۔ اے پرنٹر و پبلشر نے راما آرٹ پریس امرتسر میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔ پروپرائیٹر: صدر انجمن احمدیہ قادیان ؛

ہفت روزہ
بدر قادیان
مورخہ ۲۸ رنبوت ۱۳۵۳ ہش

مشہور امریکی رسالہ "ٹائم" کی ایک اذیت ناک خبر

عالمی شہرت کے امریکی ہفت روزہ رسالہ "ٹائم" نے اپنے ۲۱ر اکتوبر ۱۹۷۴ء کے شمارہ میں ایک نہایت ہی پریشان کن اور اذیت ناک خبر شائع کی ہے۔ ہم سمجھتے ہیں کہ یہ خبر نہ صرف ہندوستانی مسلمانوں کے لئے بلکہ پوری اسلامی دنیا کیلئے دُکھ اور تشویش کا موجب ہوئی ہے۔ خدا کرے کہ یہ خبر غلط ہو۔ گمان غالب یہی ہے کہ "ٹائم" نے اسے بدنیتی سے شائع کیا ہے۔ اور اندریں صورت اس کا یہ فعل انتہائی طور پر قابلِ مذمت ہے۔ اور اگر خدانخواستہ یہ خبر صحیح ہے تو بھی یہ مسلمانان عالم کے لئے کچھ کم دُکھ اور صدمہ کا موجب نہیں۔

ہم توقع رکھتے ہیں کہ سعودی عرب کا کوئی نمائندہ اس بارہ میں وضاحت شائع کر کے دنیا بھر میں پھیلے ہوئے عقیدت مند مسلمانوں کو اصل حالات سے آگاہ کرے گا۔ تاکہ "ٹائم" کی ممکنہ شرارت طشت ازبام ہو سکے۔

رسالہ "ٹائم" نے "مناکو میں عرب شیوخ کی جوا بازی" کے زیرِ عنوان جو پریشان کن خبر شائع کی ہے۔ اس کا ترجمہ درجِ ذیل ہے:۔

"تیل کی دولت سے مالامال عرب شیوخ نیویارک اور لنڈن میں ایک نہیں سینکڑوں بنک خریدنے میں تو کامیاب ہو سکتے ہیں۔ لیکن گذشتہ ہفتہ جوئے کے ایک بنک کو دیوالیہ کرنے میں ان کی کوشش سرے نہ چڑھ سکی گذشتہ ہفتہ جب سعودی عرب کے تین شہزادوں نے جن میں امور داخلہ کے سعودی وزیر فہد بن عبدالعزیز (موجودہ شاہ فیصل کے بھائی۔ ناقل) بھی شامل تھے۔ مانٹی کارلو کیسینو" (مناکو کا بین الاقوامی قمار خانہ) میں تھالی نما گھومنے والے جوئے کے چکر (Roulette Wheel) پر ۴۰ لاکھ ڈالر (یعنی ۶ کروڑ روپے) کی رقم ہار دی۔ تو مناکو کے رہنے والے جوئے کے نیٹت بیر اور اکتائے ہوئے شائقین بھی ششدر ہوئے بغیر نہ رہے۔

یہ سعودی شیوخ گذشتہ ماہ کے اواخر میں مانٹی کارلو کے عالیشان ہوٹل "ڈی پیرس" میں ایک ہی عزم لے کر آئے تھے۔ انہوں نے کیسینو (قمار خانہ) کی انتظامیہ کو بتایا۔ "ہم جوا کھیلنے آئے ہیں لیکن ہماری بعض شرائط ہیں جب تک ہم ہاتھ نہ کھینچیں جوئے کی بازی جاری رہے گی۔ اور جب ہمیں ہاتھ کھینچنا ہوگا، تو ہم بتا دیں گے"۔ کیسینو عموماً نصف شب کے بعد دو بجے بند ہو جاتا ہے۔ لیکن اس رات یہ قمار خانہ اس وقت تک کھلا رہا۔ جب تک کہ سکاچ شراب کی چسکیاں لے لے کر جوا کھیلنے والے ان سعودیوں نے چاہا کہ یہ کھلا رہے۔ چنانچہ قمار بازی کا مشغلہ نہ صرف رات بھر بلکہ اگلے روز صبح ۹ بجے تک مسلسل جاری رہا۔ بالآخر جب یہ سلسلہ ختم ہوا تو جوئے کی میز پر کام کرنے والے ایک تھکے ہارے کارکن نے (طنزیہ انداز میں کہا) — "خدا کا شکر ہے کہ ان لوگوں نے یہاں (افسانوی الف لیلہ کی طرح۔ ناقل) ایک ہزار ایک رات تک قیام نہیں کیا"۔

سعودیوں کا جوا کھیلنے کا طریق یہ تھا۔ کہ وہ داؤ پر لگائی جانے والی رقم کو مسلسل بڑھاتے چلے جاتے بالعموم داؤ پر لگانے کے لئے ۴۰۰ ڈالر کی انتہائی حد مقرر ہے۔ اُس کو دگنا کرنے کے بعد انہوں نے مطالبہ کیا کہ انہیں چار گنا رقم داؤ پر لگانے کی اجازت دی جائے اس کا مطلب یہ تھا کہ (۴ × ۴۰۰) سولہ سو ڈالر کا یہ داؤ "۳۶" اور ایک کے مقررہ تناسب سے جیتنے والے ہندسے پر یکدم ۵۷ ہزار ڈالر ہو جاتا ہے جب سعودیوں نے اپنے تمام داؤ ایک ہی ہندسہ پر لگانے شروع کر دیئے (جس کا مطلب یہ تھا کہ اگر ان کا مقرر کردہ ہندسہ گھومنے والے چکر پر آجاتا تو ان کو ۵۷ ہزار ڈالر کی رقم کئی گنا ہو کر ملتی) تو کیسینو کی انتظامیہ نے ان سے ایسا نہ کرنے کی درخواست کی۔ کیسینو کے افسر اس خیال سے سخت گھبرائے کہ اگر وہ حُسنِ اتفاق سے جیت کر اس طرح غیر معمولی طور پر بڑی بھاری رقم حاصل کر لیں گے۔ تو پھر (رقم لے کر چلتے بنیں گے۔ اور) واپس نہیں آئیں گے۔

اس وقت جوئے کی میزوں کے گرد تماشائیوں کے ٹھٹھ کے ٹھٹھ لگے ہوئے تھے۔ ایک تماشائی کا بیان ہے کہ لڑکیاں ان کے گرد شہد کی مکھیوں کی طرح منڈلا رہی تھیں۔ شہزادوں نے دو نوجوان عورتوں کو اپنے ساتھ کھانا کھانے کی دعوت دی۔ یہ عورتیں بہت متعجب تھیں کہ کھانے کے بعد انہیں شہزادوں کی اقامت گاہوں میں آنے کے لئے مدعو نہیں کیا گیا بلکہ کھانے میں ان کی رفاقت کی قدردانی کے طور پر دونوں کو چار چار سو ڈالر دے کر رخصت کر دیا۔

ان شیوخ نے قمار خانہ کے کارکنوں کے ساتھ بھی ایسی ہی سخاوت روا رکھی ایک کارکن نے سگریٹ کی راکھ والی ٹرے صاف کی تو سعودیوں نے اسے بھی چار سو ڈالر بطور انعام بخش دیئے۔ اپنی اس تمام تر فیاضی کے باوجود ایسا محسوس ہوتا تھا کہ یہ عرب جوئے کے کھیل سے کچھ زیادہ لطف اندوز نہیں ہو رہے۔ ایک کارکن کا بیان ہے کہ وہ اس سارے عرصہ میں ایک بار بھی تو نہیں مسکرائے۔

وجہ ظاہر تھی اور وہ یہ کہ اگرچہ شہزادوں نے ایک موقعہ پر ۲۰ لاکھ ڈالر جوئے میں جیت بھی لئے تھے۔ مگر بالآخر انہوں نے کیسینو کے بانی کیملے بلانک کے اس مقولہ کو درست ثابت کر دکھایا تھا کہ:۔

"وہ رقم جو جواری جیتتے ہیں وہ اُن کے ذمہ قرض ہوتی ہے"

یہ شیوخ جوا کھیلتے رہے۔ حتّٰی کہ انہوں نے نہ صرف جیتی ہوئی ساری رقم ہار دی۔ بلکہ لگاتار داؤ پر رقوم لگا لگا کر اپنی ۴۰ لاکھ ڈالر چھ کروڑ روپے سے بھی اوپر رقم سے ہاتھ دھو بیٹھے۔

قمارخانے یعنی کیسینو اور ہوٹل ڈی پیرس کے مالک ادارہ نے (قمار خانہ اور ہوٹل دونوں ایک ہی ادارہ کی ملکیت ہیں۔) فیصلہ کیا کہ شہزادوں سے کمروں کا کرایہ نہ لیا جائے۔ اور ادارہ کے ایک افسر کے بقول یہی وہ کم سے کم خدمت تھی جو وہ اس وقت ان کی کر سکتے تھے اس ادارہ کے مدارالمہام پرنس لوئی اس واقعہ کی تشہیر کے بارہ میں متردّد تھے۔ جواری سوئٹزرلینڈ کے بنکاروں کی طرح ہوتے ہیں۔ وہ بہت محتاط رہتے ہیں۔ جب کسی جوئے باز کی غیر معمولی تشہیر ہو جائے تو وہ اس جگہ کو خیرباد کہہ کر کسی اور طرف کا رُخ کر لیتا ہے۔

جیسا کہ عام طریق ہے سعودی شہزادوں نے بھی یہی کچھ کیا۔ وہ قمار خانے کے قرضے ادا کرنے کے بعد قمار خانہ سے سرحد پار جنیوا میں واقع اپنی سرمائی اقامت گاہ میں چلے گئے۔ "مانٹی کارلو" والے پُرامید ہیں کہ وہ پھر واپس آئیں گے۔ جائیدادوں کے خرید و فروخت کے ایک ایجنٹ کا بیان ہے کہ انہوں نے اس سے ایک بڑا بنگلہ اور ایک سر بفلک متعدد منزل عمارت حاصل کرنے کی خواہش کا اظہار کیا تھا"۔

(امریکی ہفت روزہ رسالہ ٹائم مورخہ ۲۱ راکتوبر ۱۹۷۴ صفحہ ۱۳، ۱۴)

اخبار "سازِ دکن" اپنے آئینے میں!

خدا تعالیٰ کے فضل اور اس کی توفیق سے ادارہ بدر کو حسبِ اعلان ۲۱ راکتوبر کو ۲۶ صفحات کا "خاتم النبیین نمبر" پیش کرنے کی سعادت حاصل ہوئی۔ الحمد للہ۔ اس نمبر کو نہ صرف اپنوں نے بلکہ غیر از جماعت سنجیدہ دوستوں کے ذی علم طبقہ نے بہت پسند فرمایا۔ اور قریباً روزانہ ہی اس پر اظہار خوشنودی کے خطوط موصول ہو رہے ہیں۔ ہم نے اس پرچہ کے صفحہ نمبر ۲۴ پر علمائے کرام

(باقی صہ۱۱ پر دیکھئے)

تبرکات

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا خاتم النبیین ہونا سب سے بڑا معجزہ اور حقیقتِ ثابتہ ہے

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تصنیف منیف کا ایک اقتباس

سب سے بڑا معجزہ جو اس سلسلے میں اللہ تعالیٰ نے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا فرمایا ہے۔ وہ آپؐ کا خاتم النبیین ہونا ہے۔ یعنی تمام کمالاتِ نبوت آپؐ پر ختم کر دئے ہیں۔ یاد رکھنا چاہیئے کہ ختم نبوت محض ایک دعویٰ نہیں جیسا کہ مسلمان عوام خیال کرتے ہیں بلکہ یہ ایک حقیقتِ ثابتہ ہے۔ جسے نشان کے طور پر ہر زمانے کے لوگ دیکھ اور پرکھ سکتے ہیں۔ ظاہر ہے کہ جو معنے عوام میں خاتم النبیین کے مشہور ہیں، وہ تو ایسے معنے ہیں کہ شاید قیامت کے دن کسی پر حجت ہوں تو ہوں اس سے پہلے کسی غیر مسلم سے وہ دعویٰ نہیں منوایا جا سکتا۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں اگر یہود اور نصاریٰ سے یہ کہا جاتا کہ آپؐ کے بعد کوئی نبی نہ آئے گا۔ تو اس کی کیا دلیل ان کے سامنے پیش کی جاسکتی تھی۔ اور وہ اسے کب مان سکتے تھے۔ ظاہر ہے کہ فضیلت تو وہ ہوتی ہے۔ جسے ثابت کیا جا سکے۔ جسے ثابت نہ کیا جا سکے وہ فضیلت کیا ہوئی۔ ختم نبوت کا دعویٰ مسلمانوں کے عقیدے کے مطابق رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شانِ نبوت میں سے سب سے بڑا دعویٰ ہے۔ اگر سب سے بڑا دعویٰ ثابت نہ ہو سکے تو بڑائی کس طرح ثابت ہوگی صحابہؓ کا نصاریٰ یا یہود سے یہ کہنا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو تمہارے نبیوں پر یہ فضیلت ہے کہ آپؐ کے بعد کوئی نبی نہ آئے گا۔ کس قدر مضحکہ خیز ہو جاتا ہے۔ وہ ہنس کر کہتے (۱) تم تو خود ایک مسیحؑ کی آمد کے معتقد ہو۔ (۲) کے آبدی وکے پیر سیشری ابھی آپؐ کے رسول کو آئے ہوئے کتنی مدت ہوئی کہ کہتے ہو کہ ان کے بعد نبی نہ آئے گا۔ گذشتہ انبیاء کے بعد بھی تو فوراً نبی نہ آیا کرتے تھے۔ بالعموم ایک عرصہ کے بعد نبی آتے تھے۔ تمہارے نبی مسیح علیہ السلام سے چھ سو سال بعد آئے تھے۔ پھر سو سال تو انتظار کرو اس کا جواب مسلمان کیا دے سکتے تھے؟ گویا ختم نبوت کے اس مفہوم کے منوانے کے لئے چھ سو سال کا انتظار ضروری تھا۔ چھ سو سال کے بعد بھی تو مسلمان کچھ نہیں کہہ سکتے تھے۔ کیونکہ یہ دلیل نصاریٰ اور یہود کی پھر موجود تھی کہ تم اس آنے والے نبی کے حق میں کیا کہتے ہو۔ جسے تم مسیح کا نام دیتے ہو۔ اور پھر وہ اس وقت کہہ سکتے تھے کہ موسیٰؑ کے زمانے کے چند سال بعد یوشعؑ نبی ظاہر ہوئے۔ لیکن یوسفؑ نبی کے اڑھائی تین سو سال بعد موسیٰؑ نبی ظاہر ہوئے۔ حتیٰ کہ بنی اسرائیل نے کہنا شروع کر دیا کہ اب یوسفؑ کے بعد کوئی نبی پیدا نہیں ہوگا۔ پس معلوم ہوا کہ کبھی ایک نبی کے بعد جب دوسرا نبی آجاتا ہے۔ اور کبھی لمبے وقفے کے بعد۔ خود تمہارے نبی تمہارے اپنے دعویٰ کے مطابق حضرت مسیحؑ کے چھ سو سال بعد آئے۔ پس صدیوں کا خالی گذر جانا تو کوئی ثبوت نہیں کہ فلاں مدعی کے بعد کوئی نبی نہ آئے گا غرض گو یہ درست ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی صاحب شریعت نبی نہ آئے گا۔ مگر دشمن پر ہم ان معنوں میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی فضیلت کو ثابت نہیں کر سکتے اور قیامت تک ختم نبوت کا یہ مفہوم ایک دشمن اسلام پر بطورِ حجت ثابت نہیں کیا جا سکتا کہ آپ آخری نبی ہیں۔ پس ختم نبوت کے اگر یہ معنے لئے جائیں تو ختم نبوت کی فضیلت جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سب سے بڑی فضیلت ہے پردہ خفا میں ہی قیامت تک چلی جائے گی۔ اور قیامت کو اس کا ثابت ہونا کسی کے لئے بھی فائدہ بخش نہ ہوگا۔ (۱) اگر ختم نبوت کے یہ معنے لئے جائیں کہ پہلے نبی ایک ایک قوم کے نبیوں کی تعلیم کو ختم کرتے تھے۔ مگر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سب دنیا کے اور سب قوموں کے نبیوں کی نبوت کو ختم کیا ہے تو یہ دعویٰ آپؐ کا پہلے دن سے ہی ثابت کیا جا سکتا تھا۔ اور اب تک اور قیامت تک ثابت کیا جا سکتا ہے۔ اس دعویٰ میں کسی شبہ کی گنجائش نہیں۔ کیونکہ سچے نبی کی علامت سابقہ کتب قرآن کریم اور عقل سے یہ معلوم ہوتی ہے کہ اس کا خدا تعالیٰ سے تعلق ہو اور اس کے تعلق کی نسبت سے اس کے پیروؤں کا بھی خدا تعالیٰ سے تعلق ہونا منکرین پر حجتِ قاطعہ سے ثابت کیا جا سکے کہ اس کا منجانب اللہ ہونے کا دعویٰ سچا اور حق پر مبنی ہے۔ اب اگر اس دلیل کو صحیح سمجھا جائے۔ اور اس کے صحیح ہونے میں کوئی شبہ نہیں ہو سکتا۔ تو ایک مسلمان سب مذاہب کے لوگوں کو پہلے دن سے ہی چیلنج دے سکتا تھا کہ ہمارے نبی کے خاتم النبیین ہونے کا یہ ثبوت ہے کہ اس نے سب نبیوں کی نبوت کو ختم کر دیا ہے۔ اب کسی نبی کی امت میں کوئی شخص خدا رسیدہ نہیں ہو سکتا صرف آپؐ ہی کے اتباع کا براہ راست تعلق خدا تعالیٰ سے ہے۔" (تفسیرِ کبیر)

جماعتِ احمدیہ کیلئے دورِ ابتلاء کی خبر

"الٰہی جماعتوں کا یہ طریق ہوتا ہے کہ دشمن انہیں مارنا چاہتے ہیں تو ان کے افراد اس سے گھبراتے نہیں۔ بلکہ اپنے آپ کو موت کے لئے پیش کرتے چلے جاتے ہیں۔ اور اگر ہم ایک نبی کی جماعت ہیں تو یقیناً ایک دن ہمارے مخالف ہمیں کچلنے کی کوشش کریں گے۔ اور چاہیں گے کہ اس کا نام ونشان رستہ سے ہٹا دیا جائے۔ مگر جب ایسا وقت آئے گا تو کیا وہ لوگ جو اپنی آمد کا ۱/۱۰ حصہ بھی بطور چندہ نہیں دیتے اس وقت سینکڑوں روپے کی ماہوار آمد کو چھوڑ دیں گے؟ جماعت پر جب بھی ایسا وقت آئے گا۔ وہ اپنے آپکو غیر احمدی کہنا شروع کر دیں گے۔ اور اپنے دلوں کو اس طرح تسلی دے لیں گے۔ خدا تعالیٰ تو عالم الغیب ہے۔ وہ تو جانتا ہے کہ ہم دل سے احمدی ہیں اس وقت جماعت کا کتنا حصہ ہوگا جو باقی رہ جائے گا۔ اور کہے گا کہ اچھا تم ہمیں مارنا چاہتے ہو تو مارتے جاؤ۔ ملازمتوں سے الگ کرنا چاہتے ہو تو الگ کر دو۔ ملک بدر کرتے ہو تو ملک بدر کر دو۔ جیل خانوں میں ڈالتے ہو تو جیل خانوں میں ڈال دو۔ ہم وہاں بھی فریضہ تبلیغ کو نہیں چھوڑیں گے تم ہمیں پھانسی دیتے ہو تو دے دو ہم پھانسی کے تختوں پر بھی نعرہ ہائے تکبیر بلند کریں گے۔ جب جماعت میں ایسا رنگ پیدا ہو جائے گا۔ تو پھر وہی افسر جو ملک بدر کرنے پر مامور ہوں گے۔ اسی طرح جیل خانوں کے افسر اور جلاد وغیرہ سب احمدیت کو قبول کر لیں گے۔ کہ احمدیہ جماعت واقعی الٰہی جماعتوں والا رنگ رکھتی ہے۔ لیکن جو شخص ابھی سے اپنے آپ کو اس گھڑی کے لئے تیار نہیں کرتا۔ اس پر ہم کیسے امید کر سکتے ہیں کہ وہ وقت آنے پر ثابت قدم رہے گا۔ بے شک جماعت میں ایسے لوگ بھی موجود ہیں جو اپنی دنیوی جائیدادیں اور اپنی آمدنیوں پر لات مار کر دین کی خدمت کے لئے آگئے ہیں۔ مگر پھر بھی جماعت کا ایک حصہ سست اور منافق ہے۔ اور اس پر اعتبار نہیں کیا جا سکتا۔"

یاد رکھو! جب تک جماعت کا اکثر حصہ نبیوں کی جماعتوں کی طرح مار کھانے کے لئے تیار نہیں ہو جاتا ہم اپنے مقصد کو حاصل نہیں کر سکتے۔ مار کھانا بڑے حوصلے کی بات ہے۔ جو مارتے ہیں وہ دنیا کی توجہ اپنی طرف نہیں پھیر سکتے۔ مگر جو مار کھاتے ہیں ان کی طرف دنیا کی توجہ پھر جاتی ہے"۔

(الفضل ۵ اگست ۱۹۴۹ء)

ولایت کا دروازہ

... ان ایام میں بہت ہی عجز اور انکسار کے ساتھ دعائیں کرو اور اپنے اندر خاص تبدیلی پیدا کرو۔ نمازوں میں باقاعدگی کے ساتھ جاؤ اور ہمیشہ نماز باجماعت پڑھنے کی کوشش کرو۔ اگر کوئی شخص ان ایام میں بھی نماز باجماعت پڑھنے میں سستی کرتا ہے۔ تو یہ کتنے افسوس کا مقام ہے۔ آجکل تو وہ دن ہیں کہ ہر شخص کے لئے موقع ہے کہ وہ خدا تعالےٰ کی طرف توجہ کر کے ولی اللہ بن جائے۔ یوں تو ولایت کا دروازہ ہمیشہ ہی کھلا ہوتا ہے۔ مگر تلخیوں کے اوقات میں ولایت کا دروازہ اور زیادہ کھل جاتا ہے"

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۲ر دسمبر ۱۹۴۱ء مطبوعہ روزنامہ الفضل ۲۱ر دسمبر ۱۹۴۱ء)

ربوہ کی عظمت

ربوہ کے چپے چپے پر اللہ اکبر کے نعرے لگ چکے ہیں۔ اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجا جاتا ہے۔ یہ بستی انشاء اللہ تعالےٰ قیامت تک خدا کی محبوب بستی رہے گی۔ یہ بستی انشاء اللہ تعالےٰ کبھی نہیں اجڑے گی۔ بلکہ قادیان کی اتباع میں اسلام اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جھنڈے کو بلند سے بلند تر کرتی رہے گی"۔

(الفضل ۱۱ر جنوری ۱۹۵۷ء)

عالمگیر اسلامی حکومت کے قیام کی پیشگوئی

"ہم اپنی روحانی آنکھوں سے وہ چیز دیکھ رہے ہیں جو دنیا کو نظر نہیں آتی۔ ہم اپنی کمزوریوں کو بھی جانتے ہیں۔ ہم مشکلات کو بھی جانتے ہیں جو ہمارے راستہ میں حائل ہیں۔ ہم تو لعنت کے اس اتار چڑھاؤ کو بھی جانتے ہیں جو ہمارے سامنے آنے والا ہے ہم ان قتلوں اور غارتوں کو بھی دیکھ رہے ہیں، جو ہمیں پیش آنے والے ہیں۔ ہم ان ہجرتوں کو بھی دیکھ رہے ہیں جو ہماری جماعت کو ایک دن پیش آنے والی ہیں۔ ہم ان جسمانی اور مالی اور سیاسی مشکلات کو بھی دیکھتے ہیں۔ جو ہمارے سامنے رونما ہونے والی ہیں۔ مگر ان سب دھندلکوں میں سے پار ہوتی ہوئی اور ان سب تاریکیوں کے پیچھے ہماری نگاہ اس اونچے اور بلند تر جھنڈے کو بھی انتہائی شان و شوکت کے ساتھ لہراتا ہوا دیکھ رہی ہے۔ جس کے نیچے ایک دن ساری دنیا پناہ لینے پر مجبور ہو گی۔ یہ جھنڈا خدا کا ہو گا۔ یہ جھنڈا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہو گا۔ ۔۔۔۔ یہ سب کچھ ایک دن ضرور ہو کر رہے گا۔ بیشک دنیوی سامان کے وقت کئی اپنے بھی کہہ اٹھیں گے کہ ہم نے کیا سمجھا تھا اور کیا ہو گیا مگر یہ سب چیزیں مٹتی چلی جائیں گی، مٹتی چلی جائیں گی۔ آسمان کا نور ظاہر ہوتا چلا جائے گا اور زمین کی تاریکی دور ہوتی چلی جائے گی۔ اور آخر وہی ہو گا جو خدا نے چاہا وہ نہیں ہو گا جو دنیا نے چاہا"۔

(الفضل ۱۱ر مئی ۱۹۴۲ء)

حضرت بھائی شیر محمد صاحب صحابی حضرت مسیح موعودؑ وفات پا گئے

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ

قادیان ۲۲ر نبوت (نومبر) مقامی طور پر قادیان کی رونق ایک بزرگ صحابی درویش حضرت بھائی شیر محمد صاحب آج دوپہر کے وقت بعمر تقریباً ۸۸ سال انتقال فرما گئے اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ بعد نماز مغرب حضرت مولوی عبدالرحمٰن صاحب امیر مقامی نے احاطہ لنگر خانہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام میں احباب کی ایک کثیر تعداد کی معیت میں نماز جنازہ پڑھی اور بہشتی مقبرہ میں تدفین عمل میں آنے پر محترم مولانا محمد حفیظ صاحب بقاپوری نے دعا کروائی۔

آپؓ ضلع گورداسپور کے موضع دھرمکوٹ رندھاوا کے رہنے والے تھے ۱۹۰۷ء میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زیارت و بیعت سے آپؓ مشرف ہوئے تھے۔ اور خلافت ثانیہ کے قیام کے وقت کے فتنہ اور بعد کے فتنوں سے اللہ تعالےٰ کے فضل سے آپؓ محفوظ رہے۔ خلافت اولیٰ میں آپ مستقل طور پر قادیان ہجرت کر آئے۔ جہاں آپؓ نے مدرسہ احمدیہ کے مغربی گیٹ کے سامنے ایک سٹیشنری وغیرہ کی دکان کھول لی تھی۔ تقسیم ملک کے بعد آپؓ ہجرت کر کے پاکستان چلے گئے تھے۔ لیکن حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کی تحریک پر ۱۹۴۸ء میں آپ اہل و عیال کی محبت پر قادیان کے قیام اور آبادی کو ترجیح دے کر قادیان آ گئے۔

آپؓ نے چوک نزد قصر خلافت میں ایک دکان کھولی جو باوجود آپؓ کے بڑھاپے اور ضعف بصر کے آپؓ کام ترک نہ کرنا چاہتے تھے۔ تا آپؓ اخراجات کے لئے کسی طرح سلسلہ احمدیہ پر بوجھ نہ بنیں۔ لیکن بصر شنوائی میں بھی زیادہ بھاری پن آ گیا اور دکانداری میں بہت دقت پیش آنے لگی تب قریباً دس سال پہلے آپؓ نے یہ کام بند کر دیا۔ اور صدر انجمن احمدیہ کی طرف سے آپ کا وظیفہ مقرر ہو گیا۔ ۱۹۶۷ء میں آپؓ کی اہلیہ محترمہ اور آپؓ کی بچی محترمہ نسیمہ اختر صاحبہ آپ کی شدید علالت کے باعث پاکستان سے آئیں۔ اور تین ماہ تک ان کو خدمت کرنے کا موقع ملا۔ اُن کی واپسی کے قریب محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب نے خطبہ جمعہ میں احباب کو خصوصی دعائے صحت کی تلقین کی کہ ایسی علالت کی حالت میں آپ کو چھوڑ کر واپس جاتے ہوئے آپؓ کے خاندان کو شدید قلبی اذیت ہو گی۔ سو اللہ تعالےٰ کے خاص فضل سے ان کی واپسی سے پہلے ہی آپؓ نے صحت یاب ہو کر اب تک زندگی پائی ڈیڑھ سال پہلے تک آپؓ باقاعدگی سے باجماعت نماز مساجد میں حاضر ہو کر بلکہ نہایت کوشش اور ہمت کر کے کھڑے ہو کر ادا کرتے تھے۔ اب آٹھ دس ماہ سے گھر سے باہر نہیں نکل سکتے تھے۔ ضعف پیری طاری تھا۔ حضرت مولوی عبدالرحمٰن صاحب نے سات سال سے اپنے گھر میں آپ کو رکھا ہوا تھا۔ اور سارے گھرانہ نے پوری طرح آپؓ کی خدمت کی سعادت پائی۔

آپؓ نہایت زود رنج دعاگو سنجیدہ طبع، منکسر المزاج، نرم خو اور سِیْمَاھُمْ فِیْ وُجُوْھِھِمْ مِّنْ اَثَرِ السُّجُوْدِ کے مصداق تھے احباب قادیان آپ کی طرف دعاؤں کے لئے رجوع کرتے تھے بلا امتیاز مذہب و ملت خدمتِ خلق اور رفاہ عام کے کام کرتے تھے۔ چنانچہ احاطہ لنگر خانہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام میں اور دید کور آریہ ہائی سکول قادیان کے پاس آپ نے ایک ایک پانی کا نلکہ لگوایا تھا۔ احباب قادیان سے مشفقانہ سلوک کرتے تھے ایک دوست کو زائیکام نے اور ہر ماہ پس انداز کرنے کی تلقین کی اس پر عمل کرنے پر کچھ روپیہ جمع ہوا تو شادی کرنے کی تحریک فرمائی چنانچہ اس نے شادی کر لی جب دکان کرتے تھے تو سیکرٹری مال ہر ماہ کی یکم کو چندہ لینے جاتے تو دیکھتے کہ آپ نے تو پہلے ہی چندہ الگ باندھ کر رکھا ہوا ہے۔ آپ ۱/۱۰ کے موصی تھے مجاہد تحریک جدید اور وقف جدید وغیرہ تھے۔

آپؓ کی مرحومہ اہلیہ محترمہ فاطمہ صاحبہ دختر حضرت شیخ نور احمد صاحبؓ مختار عام قادیان) کے ۱۹۱۸ء میں وفات پانے پر آپ کی شادی حضرت مولوی عبدالرحمٰن صاحب فاضل کی نسبتی ہمشیرہ محترمہ سعیدہ بیگم صاحبہ دختر حضرت حافظ حامد علی صاحبؓ خادم خاص حضرت مسیح موعود علیہ السلام) سے ہوئی۔ موصوفہ کا قیام ساہیوال پاکستان میں ہے۔ جہاں آپ کے بیٹے حاجی حمید احمد صاحب مقیم ہیں۔ آپ کے بیٹے سعید احمد صاحب لاہور میں اور مجید احمد صاحب لندن میں اور محترمہ نسیمہ اختر صاحبہ راولپنڈی اور مرحومہ اہلیہ کی اکلوتی نشانی محترمہ زینب صاحبہ ربوہ میں قیام رکھتے ہیں۔

احباب قادیان میں آپ کی وفات سے کافی خلا پیدا ہوا ہے۔ اور دنیا سے ایک اور صحابی

پاکستان اور احمدی

کوچین (کیرالہ) سے ایک مُسلمان حقیقت پسند دوست کی زبانی حق و صداقت کی آواز !

[کوچین (کیرالہ) سے ڈاکٹر محمد علی صاحب کی زیر ادارت شائع ہونے والے کرپا (KRIPA) مالایالم سہ ماہی کی ماہ اکتوبر کی اشاعت میں مذکورہ عنوان پر ایک حقیقت افروز اداریہ شائع ہوا ہے۔ اس طویل اداریہ کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ ہندوستان میں بھی کئی حقیقت شناس ایسے معززین بھی ہیں۔ جو دقیانوسی مُلّاؤں کے زیر اثر نہیں ہیں۔ اور اپنی رائے کا نہایت ہی جرأتِ ایمانی سے اظہار کرنے والے ہیں۔ اس مضمون کی افادیت کے پیش نظر اس کا اردو ترجمہ ذیل میں درج کیا جاتا ہے۔ مترجم خاکسار محمد عمر مبلغ انچارج مدراس]

پاکستانی علماء کی تحریک اور شہ پر وہاں کی حکومت کی طرف سے احمدیوں کے خلاف جو فتنہ برپا کیا گیا ہے وہ اسلام کے متعلق ان لوگوں کی شدید غلط فہمی کی ایک بدترین مثال ہے۔

جو اپنے آپ کو مسلمان کہتے ہیں اُنہیں مسلمان ہی شمار کیا جانا چاہیئے۔ اہلِ تشیع (شیعہ) میں سے ایک حصّہ اب بھی یہ عقیدہ رکھتا ہے کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے بجائے حضرت علیؓ پر وحی نازل کرنے کے غلطی سے حضرت محمد صلعم پر وحی نازل کی تھی۔ حقیقت میں خداتعالیٰ کا ارادہ حضرت علیؓ کو نبی مقرر کرنا تھا۔ ان ہی میں سے ایک فرقہ حضرت حضرت علیؓ کو الوہیت کا مقام دیتا ہے اسی طرح شیعوں کے بعض حصے مذہب اسلام کی بنیاد کو ہی بیخ کنی کرنے والے ہیں۔ سنہ ۱۹۵۳ء میں پاکستان میں احمدیوں کے خلاف فتنہ برپا کرنے والے احراریوں کا ایک لیڈر شیعہ تھا۔ اگر بانیٔ پاکستان محمد علی جناح صاحب جو ایک شیعہ تھے، آپ زندہ ہوتے تو آج پاکستان میں احمدیوں پر ظلم ڈھانے والوں پر کوڑے برسادیتے۔

باوجود شیعہ کے ان غیر اسلامی عقائد کے اُنہیں کوئی بھی غیر مسلم اقلیت قرار دینے کی جرأت نہیں کرتا۔ ہم اس بات پر سخت حیران ہیں کہ ان لوگوں کو جو توحید اور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے والے اور اسلام کی آواز زمین کے کناروں تک پہنچانے والے ہیں ان کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا جاتا ہے۔

ہم احمدی نہیں ہیں اور نہ ہی مسلمانوں کے کسی بھی فرقہ سے ہمارا تعلق ہے۔ اسلام میں فرقہ بندی بنانے والوں کے ساتھ ہمارا کوئی واسطہ نہیں ہے۔ ہم صرف مسلمان ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں اور اسی پر ہمیں فخر ہے۔ لیکن اسلام کے نام پر مذہب کے ٹھیکیداروں کی طرف سے جو بے ہودگیاں اور دیوانگیاں کی جاتی ہیں انہیں دیکھ کر ہم احتجاج کئے بغیر اور اپنے شدید غم و غصہ کا اظہار کئے بغیر نہیں رہ سکتے!

احمدیوں یا دیگر فرقوں کے مخصوص عقائد اس ترقی یافتہ دُنیا میں تنازعہ کا موضوع نہیں بنائے جاسکتے۔ محمد علی جناح نے بھی کہا تھا کہ عقائد کا تعلق انسان کے دل سے ہے ہم بھی اس خیال سے پوری طرح متفق ہیں اسلام کے بنیادی عقائد یعنی توحید اور رسالت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان رکھنے والے ہر شخص کو مسلمان قرار دیا جانا چاہیئے۔ اس کے برعکس جس طرح امام غزالی نے بعض گنہگاروں کی جہنم میں جگہ مخصوص کی تھی۔ اسی طرح مسلمانوں کو مختلف فرقہ بندی میں جکڑ کر ان کے لئے جگہ مخصوص کرنا فضول کام ہے۔ اس فضول کام کے لئے جو قوت خرچ کی جاتی ہے اسے عام مسلمانوں کی ترقی اور بہبودی کے لئے صرف کرنا ہی عقلمندانہ کام ہے۔ کیونکہ جب تک مسلمانوں کی اقتصادی حالت درست نہیں ہوتی وہ ایک قابلِ عزت زندگی گذار نہیں سکتے۔ یہاں پر حدیث نبوی کاد الفقر ان یکون کفراً قابل ذکر ہے۔

آج ہماری سب سے زیادہ کوشش یہ ہونی چاہیئے کہ مسلمان کو دیگر اقوام کے درمیان ایک پروقار اور معزز مقام دلایا جائے۔

ایک مسلمان کو اپنے عقائد پر کاربند ہونے کی جب مکمل آزادی حاصل ہے تو بعض ذیلی عقائد کی بال کی کھال اتارتے ہوئے سر پھوڑنے پھرنا کہاں کا عدل و انصاف ہے ملّائیت (Theocracy) ایک بہت بڑا خطرہ ہے۔ اس سے مُلّاؤں کو اپنے اقتدار قائم کرنے کا ایک راستہ مل جاتا ہے۔ آج پاکستان میں وہی کچھ ہو رہا ہے حالانکہ اسلام میں رہبانیت اور مُلّائیت نہیں ہے۔ اسلامی حکومت صحیح جمہوری حکومت ہے۔ اس میں مُلّاؤں کو کسی قسم کا دخل نہیں ہونا چاہیئے۔ قرآنی ارشاد وامرھم شوریٰ بینھم اسی بات کی طرف رہنمائی کرتا ہے۔

یہ بات نہایت مضحکہ خیز ہے کہ پاکستان میں آج کل جو کچھ غیر اسلامی ہنگامے ہو رہے ہیں، ان کی تائید کرنے والے بعض فرقہ پرست لوگ اور ان کے زہر انگیز والے بعض اخبارات یہاں پائے جاتے ہیں۔ اسلامی احکام کی کوئی پرواہ نہ کرنے والے کتنے ہی "خادمانِ اسلام" آج اس "خدمتِ اسلام" کے لئے باہر آگئے ہیں ان کی اس قسم کی "خدمتوں" کے نتیجہ میں ہمیں ڈر ہے کہیں حقیقی اسلام کا نام و نشان ہی مٹ نہ جائے۔

پاکستان کے غیر اسلامی واقعات کے پیچھے جماعتِ اسلامی ہی کارفرما ہے۔ ہمیں افسوس ہے کہ آج کل اس جماعت نے پرانے خوارج کی نئی سیاسی شکل و صورت اختیار کرلی ہے۔

پاکستان کے اس قسم کے فرقہ وارانہ فسادات دیکھتے وقت ہندوستان میں رہنے والے مسلمانوں کی خوش قسمتی پر ہمیں فخر محسوس ہو رہا ہے۔ اس لئے کہ ان جھوٹے اور مکار عالموں کی کوئی چال یہاں نہیں چل سکتی۔ اور نہ ان کی کوئی دال یہاں گل سکتی ہے۔ ہر شخص کو یہاں اپنے عقائد کے مطابق زندگی بسر کرنے کی مکمل آزادی ہے ہندوستان کی جمہوریت کو ثابت کرنے کے لئے صدر جمہوریت کے انتخاب سے بڑھ کر اور کیا ثبوت اور دلیل چاہیئے۔

صرف ۲۰ فی صد مسلمانوں میں سے ایک شخص ۸۰ فی صد غیر مسلموں پر ۸۰ فیصد سے زائد ووٹ حاصل کرکے صدر منتخب کئے گئے ہیں۔ سلیمان سیٹھ کی زیر قیادت مسلم لیگیوں نے اس انتخاب میں حصّہ نہیں لیا تھا۔ تمام مسلمانوں کی نمائندگی کے جھوٹے دعوے کرنے والے لیگیوں کو یہ اقرار کئے بغیر چارہ نہیں کہ فخرالدین علی احمد صاحب کو غیر مسلموں نے ہی صدرِ ہند منتخب کیا ہے۔

کیا مُسلم لیگیوں کے خواب میں بسنے والی "خداداد مملکت" پاکستان میں کیا ایسا کوئی واقعہ رُونما ہونے کا امکان بھی ہوسکتا ہے؟ یہ بات کسی نے فراموش نہیں کی کہ وہاں کے ایک سابق غیر مسلم وزیر مسٹر منڈل نے پاکستان سے خفیہ طور پر بھاگ کر اپنا بچاؤ کیا تھا۔

ہمارے اس اظہار خیال کا ہرگز یہ مطلب نہیں کہ ایک مسلمان کا صدر جمہوریہ ہند بن جانے سے مسلمانوں کے تمام مسائل حل ہوسکتے ہیں۔ لیکن ہمارا مطلب یہ ہے کہ اس طرح قومی یکجہتی کی راہ آسان ہو جاتی ہے۔ قومی یکجہتی کے مخالف دہلی سے نکلنے والے ایک فرقہ پرست اخبار سے نقل کرکے ملالا بار کے ایک اخبار نے لکھا ہے کہ صدر ہند کے طور پر ایک مسلمان کو منتخب کرنے کے بجائے یہاں کے دو تین مسلمانوں کو کلرکی کی ملازمت دی جائے تو وہی بہتر ہوگا۔

اس کم ظرف اخبار کی کوتاہ نگاہی سے ہم متفق نہیں۔ قومی یکجہتی کے ہر قدم کی یہ لوگ مخالفت کریں گے۔ صدارتی انتخاب سے ایک اور بات واضح ہوتی ہے کہ مسلمانوں کی ترقی اور بہبودی کسی سیاسی جماعت کے ساتھ وابستہ رہنے سے حاصل ہوسکتی ہے۔ کیا جن سنگھ جن کی تائید مسلم لیگیوں نے یو۔پی اور بمبئی میں کی ہے ایک مسلمان کو صدر ہند بنانے میں خواب میں بھی تیار ہوسکتے ہیں

ہندوستان کی ایک جمہوری حکومت ہونے کی سب سے بڑی دلیل یہ ہے کہ حضرت چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحب نے ہندوستان کی حکومت سے احمدیوں کے روحانی مرکز قادیان کی زیارت کرنے کی اجازت طلب کی۔ موجودہ مخالف فسادات میں بار بار جن کا نام لیا جاتا رہا ہے۔ اور چوہدری ظفر اللہ خان صاحب وہی شخصیت ہے جس نے مسئلہ کشمیر کے متعلق ہندوستان کے خلاف U.N.O. میں نہایت شاندار رنگ میں بحث کی تھی۔ حکومت ہند نے چوہدری صاحب کی اس درخواست کو نہ صرف قبول کیا۔ بلکہ ان کے بلند مقام کو ملحوظ رکھتے ہوئے۔ ہندوستان کے ایک ہندوستانی عہدیدار نے ان کا استقبال کیا اور قادیان تک ان کی رہنمائی کی۔

پاکستان کی پُرخلوص خدمت کرنے والی اس عظیم شخصیت پر محض ایک احمدی ہونے کی وجہ سے ان کے مخالف احراریوں کا (۱۹۵۳ء میں) ایک اہم مطالبہ یہ تھا کہ انہیں وزارتِ خارجہ کے عہدہ سے برطرف

کیا جائے۔

اگرچہ احمدیوں کو غیر مسلم قرار دیئے جانے کا مطالبہ منظم رنگ میں ۱۹۵۲ء میں ہوا تھا تاہم اس کی منظوری جدہ میں منعقدہ رابطہ کے اجلاس نے دی تھی۔ اس اجلاس میں

جماعت اسلامی اور شاہ فیصل

پیش پیش تھے۔ مدینہ یونیورسٹی کے وائس چانسلر نے نہ صرف اس مطالبہ کی تائید کی ہے بلکہ احمدیوں کی برطرفی کے لئے تاریخ بھی دے دیا تھا۔ یہ قدرت کی ستم ظریفی ہے کہ اسلام کے ہنگھوڑے سے اس قسم کی غیر مناسب آوازیں نکل رہی ہیں۔ قرونِ اولیٰ میں نبی کریم صلعم اور آپؐ کے صحابہؓ نے حلقۂ اسلام میں آنے کی لوگوں کو دعوت دی تھی۔ لیکن آج جماعتِ اسلامی اور پاکستان کے علماء کی کوششیں لوگوں کو اسلام سے خارج کرنے کی ہیں

خاص ضمیمہ

یہ اندوہناک خبر سُن کر ہم سکتہ میں آگئے کہ پاکستان نے وہاں کے احمدیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کا فیصلہ کیا ہے۔ یہ فیصلہ اسلام کے چہرے پر کبھی نہ مٹنے والا داغ ہے اور اس کا [illegible] بہت ہی خطرناک ثابت ہوگا۔ ۱۲۵۸ء میں بغداد پر منگولیوں کی طرف سے کی گئی تباہی کے بعد سے اب تک اسلام کو اس سے بڑھ کر نقصان نہیں پہنچا تھا۔ خلیفہ متوکل کے (۸۴۷-۶۱ء) شرمناک کاموں کو یاد دلانے والا یہ تاریخی واقعہ دقیانوسی مُلّائیت کے (Theocracy) ایک خطرناک پہلو کی طرف روشنی ڈالتا ہے۔ ترکی میں مصطفیٰ کمال پاشا نے جو انقلاب برپا کیا تھا۔ اسی طرح پاکستان کی اسمبلی وہاں پیدا کرنا چاہتی ہے۔

ہم نے پہلے ہی بتایا تھا کہ ہم احمدی نہیں اور نہ ہی ہم احمدیوں کی وکالت کرتے ہیں۔ ان کے بعض عقائد سے بھی ہمیں اتفاق نہیں۔ تاہم ہمارا یہ یقین ہے کہ احمدی بھی مسلمان ہی ہیں۔ ہمیں یا پاکستان اسمبلی کو کوئی اختیار حاصل نہیں کہ جو لوگ اپنے آپ کو مسلمان کہتے ہیں، انہیں "غیر مسلم" قرار دیں۔ یہ اختیار صرف خدا تعالےٰ کو ہی حاصل ہے۔ توحید اور رسالتِ محمدی صلعم پر ایمان لانے والوں کے متعلق ہم کبھی یہ نہیں کہیں گے کہ وہ غیر مسلم ہیں۔ ہم صرف اتنا کہہ سکتے ہیں کہ احمدیوں کو غیر مسلم کہنے والوں کو اسلام کی حقیقت سے کوئی علم نہیں۔ وہ اسلام [illegible] صرف ایک دُکانداری خیال کرتے ہیں۔ افسوس! صد افسوس!!

تھیوسوفیکل لاج بمبئی اور گوردوارہ گرگڈی دیوس بمبئی میں احمدی مُبلّغ کی تقاریر

محترم ڈاکٹر رفیق ذکریا صاحب وزیر صحت حکومت مہاراشٹر کی خدمت میں لٹریچر پیش کیا گیا

تھیوسوفیکل سوسائٹی کی ایک برانچ کی طرف سے مجھ سے یہ خواہش کی گئی تھی کہ میں مورخہ ۱۱ر نومبر کو اُن کے ہاں اس موضوع پر تقریر کروں کہ "Who is a Muslim?" مسلمان کون ہے؟ چنانچہ ۱۱ر نومبر بعد نماز مغرب خاکسار نے وہاں انگریزی اور اُردو میں متذکرہ بالا موضوع پر تقریر کی۔ اور بعد میں سوال و جواب کا پُرلطف سلسلہ رہا۔ یہ مجلس قریباً ڈیڑھ گھنٹہ رہی۔ اور سُلجھی ہوئی طبیعت کے دوست اس مجلس میں شریک ہوئے۔ میرے ہمراہ مکرم یوسف علی صاحب عرفانی اور مکرم عبدالباری صاحب تھے

سکھ یوتھ ایسوسی ایشن بمبئی کی طرف سے بمبئی میں پہلی مرتبہ "سری گورو گرنتھ صاحب گورگدی دیوس" ۱۴-۱۵ر نومبر کو باندرہ میں منایا جا رہا تھا۔ ۱۴ر نومبر کی شب کو تقریری پروگرام تھا۔ اس اجلاس کی صدارت جناب سردار خشونت سنگھ ایڈیٹر السٹریٹڈ ویکلی بمبئی فرما رہے تھے اور محترم ڈاکٹر رفیق ذکریا صاحب وزیر صحت حکومت مہاراشٹرا مہمان خصوصی کی حیثیت سے شریک ہوئے۔ خاکسار کو بھی اس تقریب پر تقریر کرنے کی دعوت دی گئی تھی۔ چنانچہ اس موقعہ پر خاکسار نے اپنی تقریر میں "قرآنی تعلیمات اور گورو گرنتھ صاحب کی تعلیمات" کا موازنہ پیش کیا۔ بفضلہ تعالیٰ پسند کیا گیا۔ اس تقریر سے متاثر ہو کر سکھ بھائیوں نے دوسری تقاریب میں بھی تقریر کے لئے مدعو کرنے کی خواہش ظاہر کی۔ اور متعدد احباب نے میرا ایڈریس لیا۔

موقعہ سے فائدہ اُٹھاتے ہوئے میں نے محترم ڈاکٹر رفیق ذکریا صاحب کی خدمت میں سلسلہ احمدیہ کا لٹریچر بھی پیش کیا۔ جو انہوں نے بخوشی قبول کیا۔ فجزاہ اللہ احسن الجزاء

ہم اس تقریب کے پیش نظر کچھ لٹریچر بغرض تقسیم بھی لے گئے تھے۔ جو مناسب رنگ میں تقسیم کیا گیا۔ میرے ہمراہ مکرم عبدالغفور صاحب ہربکر اور عزیزم رفیق احمد امینی سلمہ اللہ تھے رات گیارہ بجے ہم واپس ہوئے۔

خاکسار

شریف احمد امینی انچارج احمدیہ مُسلم مشن بمبئی

بلا تبصرہ

احمدیہ فرقہ کا مسئلہ

"...احمدیہ فرقہ کے بارے میں یہ ایک کھلی ہوئی حقیقت ہے کہ اس نے ہمیشہ اقتدار وقت کا ساتھ دیا ہے۔ آزادیٔ ہند سے قبل اس فرقہ نے بطور ایک پالیسی برطانوی حکومت کی تائید و حمایت کو اپنا وطیرہ بنایا۔ اور اس کے زیر سایہ اپنی تبلیغی سرگرمیوں کو جاری رکھا اور یہ فرقہ اسی پالیسی پر گامزن ہے جو اسرائیل نے مشرق متوسط اور افریقہ میں اختیار کی ہے۔ عالم عرب کی خبروں میں اس بات کا انکشاف کیا گیا ہے کہ افریقہ میں احمدی تبلیغی مشن اور اسرائیل کے مابین گہرا سازباز ہے۔ چنانچہ افریقی ممالک کے احمدی تبلیغی مشن کے وفود اسرائیل جاتے ہیں اور وہاں سے افریقی ممالک میں پھیل کر اپنے مشن کی تکمیل کرتے ہیں یہی وجہ ہے کہ عالم عرب میں احمدیہ فرقہ کے خلاف شدید نفرت اور غیض و غضب کے جذبات ابھر چکے ہیں۔ معلوم ہوا ہے کہ **شاہ فیصل** اور دیگر عرب زعماء نے نیز رابطہ عالم اسلامی نے حکومت پاکستان کو متوجہ کیا کہ وہ احمدیہ فرقہ کی ان ناپاک سرگرمیوں کے ازالہ کے لئے ضروری اقدامات روبہ عمل لائے ...."

(روزنامہ "رہنمائے دکن" مورخہ ۱۶ر ستمبر ۱۹۷۴ء)

لندن کے سٹڈی سرکل میں قادیان کا ذکر

ایک ممتاز امریکی احمدی مسٹر خلیل محمود صاحب نے چھ ہفتہ کے قیام کے بعد براستہ لندن امریکہ جاتے ہوئے محمود ہال لندن میں سٹڈی سرکل میں زیارتِ قادیان کے بارے میں تقریر کرتے ہوئے احمدیانِ قادیان کے انکسار، مذہبی شغف اور جذبۂ قربانی کی تعریف کی۔ جس سے آپ بہت متاثر ہوئے ہیں۔ آپ نے ذکر کیا کہ مَیں نے ڈیرہ بابا نانک میں بانیٔ سکھ مذہب (حضرت بابا نانک جی رح) کا چولا دیکھا جس پر آیاتِ قرآنی درج ہیں۔ اور مجھے یہ بھی بتایا گیا کہ باوا جی نے مکۃ مکرمہ میں حج بھی کیا تھا۔

سٹڈی سرکل کے چیرمین برادر عبدالوہاب آدم صاحب (نائب امام مسجد لندن) نے اپنے صدارتی ریمارکس میں بتایا کہ ہمارے معزز مہمان کے بیان سے ظاہر ہوتا ہے کہ ہندوستانیوں میں دوسروں کے مذہب کے تئیں ہمارے تصوّر سے بڑھ کر برداشت کا مادہ ہوتا ہے۔

(احمدیہ بلیٹن لندن۔ نومبر ۱۹۷۴ء صفحہ ۴)

پاکستان میں اقلیت

بہ عنوانِ بالا مؤقر انگریزی روزنامہ "سٹیٹسمین" کلکتہ کے ۱۱ر ستمبر کے اداریہ میں مرقوم ہے:۔

"پاکستانی قومی اسمبلی کی طرف سے احمدیہ جماعت کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا جانا کسی طرح غیر متوقع نہ تھا۔ آئین کے ترمیمی بل کے موافق یا مخالف مذہبی دلائل میں بیرونِ ملک کسی کو دلچسپی نہیں۔ لیکن قابل فکرمندی یہ حقیقت ہے کہ مسٹر ذوالفقار علی بھٹو کو عوامی دباؤ کے سامنے جھک کر ایک ایسے اقدام کو قبول کرنا پڑا جو موجب استحکام نہیں ہو سکتا .... ان تحریکات نیز وفاقی ایوانِ زیریں کی خصوصی کمیٹی کی سفارشات سے یہ ظاہر ہوتا دکھائی دیتا ہے کہ یہ فیصلہ پاکستانیوں کی اکثریت کو پسند ہے۔ تاہم مذہبی عقائد کی بناء پر اس مسئلہ کے تجزیہ کو آسان نہیں بنایا جاسکتا۔ لیکن اصل مسئلہ یہ ہے کہ پاکستان کے احمدی خوشحال اور نہایت متحد و مربوط جماعت ہیں۔ جو اپنی عددی قوت کے تناسب سے کہیں بڑھ کر اثر و رسوخ کی مالک ہے ...."

(ترجمہ از مکرم ملک صلاح الدین صاحب ایم۔ اے قادیان)

مولوی محمد اسمٰعیل صاحب سونگھڑی کی کذب بیانی

از مکرم سید یعقوب الرحمٰن صاحب احمدی ریٹائرڈ او۔ سی۔ ایس۔ او اڑیسہ سونگھڑہ

مولوی سید محمد اسمٰعیل صاحب آف سونگھڑہ کا مضمون مندرجہ شبستان ۱۱ اکتوبر ۱۹۷۴ء میری نظروں سے گذرا۔ مولوی صاحب مذکور اور خاکسار سید یعقوب الرحمٰن دونوں کی پیدائش ۱۹۱۴ء کی ہے اور ہم دونوں کا رہائشی محلہ ایک ہے اور قبرستان بھی مشترکہ ہے رشتہ داری کے لحاظ سے وہ میرے بھتیجے ہیں۔ مولوی صاحب نے جماعت احمدیہ کے متعلق جتنے اعتراضات درج کئے ہیں ان کے متعلق صرف اتنا واضح کر دینا ہوں کہ اعتراضات فرسودہ ہیں اور ان کا جواب بارہا دیا جا چکا ہے خصوصاً مولوی صاحب کے اپنے رسالہ قرآن قادیانی کا جواب بھی "رسالہ قرآن قادیانی کا جواب" کے نام سے فاضل اجل مولانا محمد اسمٰعیل صاحب دیالگڑھی دے چکے ہیں بلکہ خود مولوی صاحب نے چیلنج دیا تھا کہ قیامت تک کوئی قادیانی اس قرآن قادیانی کے کسی ایک حوالے کو غلط ثابت نہیں کر سکتا اور ہرگز ہرگز غلط ثابت نہیں کر سکتا" قرآن قادیانی ص۵ اور اس چیلنج کا عملی جواب جہاں ہے مزید وضاحت کی ضرورت نہیں مضمون کا عنوان "میں نے آٹھ ہزار قادیانیوں کو مسلمان کیا" کے پیش نظر واقعاتی رنگ میں ہم اس کا جائزہ لینا چاہتے ہیں۔ سو واضح ہو کہ ہمارا دعویٰ ہے کہ یہ بیان سراسر غلط اور بے بنیاد ہے۔ میں حلفیہ بیان بھی دیتا ہوں کہ خدا تعالیٰ کی قسم مولوی صاحب کا آٹھ ہزار قادیانیوں (احمدیوں) کو بغیر جبر و تشدد مسلمان (سنی مسلمان) بنا لینا ہرگز ہرگز صحیح نہیں اگر پھر بھی مولوی صاحب اپنی بات پر مصر ہیں تو خود مؤکد بعذاب حلف اٹھا کر اپنا حلفیہ بیان شبستان میں شائع کریں اور آیت لا تکتموا الشھادۃ (البقرہ ع ۱۴) ومن اظلم ممن کتم الشھادۃ (بقرہ ع ۱۶) پر عمل پیرا ہو کر اپنے دعویٰ کو ثابت کریں اور ان (بزعم خود) نو مسلموں کا نام و پتہ بھی دیں۔ اگر بفرض محال ان کی اتنی قابلیت تھی اور ایسے اپنے سورما بہادر اور "شیر اڑیسہ" میدان عمل میں موجود تھے تو پھر اپنے ہی

صوبہ اڑیسہ میں ہی ان کی موجودگی میں یہ کیا ہوا کہ مندرجہ ذیل علاقوں میں احمدیت کو مقبولیت حاصل ہوئی اور جماعت ہائے احمدیہ قائم ہوئیں۔ مثلاً (۱) جماعت احمدیہ بالیسر (۲) تاراکوٹ (۳) ینولیور (۴) نیالی اور (۵) سورو اور پاکستان کے مخالف احمدیہ فیصلہ کے ردّ عمل کی صورت میں بعض افراد کو احمدیت قبول کرنے کی توفیق ملی اور خود مولوی صاحب کے مضمون کو پڑھ کر ہی ایک تعلیم یافتہ نوجوان نے بھی احمدیت قبول کی

الغرض علماء کی اس قسم کی غلط بیانی اور فریب کاری سے متنفر ہو کر ایک سعادتمند طبقہ احمدیت کی طرف بڑھ رہا تھا اُدھر جماعت احمدیہ کا عظیم الشان صد سالہ احمدیہ جوبلی منصوبہ اور اس مد میں افراد جماعت کی بے لوث قربانی کی روح کو دیکھ کر ہمارے غیروں کے گھر میں کھلبلی ہوئی اور اپنی فخ نما شکست کو چھپانے کے لئے ایک سیاسی حکومت کا سہارا لیا گیا ہے حتیٰ کہ رابطہ عالم اسلامی نے بھی اسے شدت سے محسوس کیا۔

حالانکہ ان کی اس متفقہ حرکت سے ثابت ہو رہا ہے کہ یہی ایک نرالی اور واحد جماعت ہے جسے ہمارے آقا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے ناجی فرقہ فرمایا ہے اور الکفر ملۃ واحدۃ کے مطابق تمام فرقے ایک طرف اور صرف اور صرف ایک ہی فرقہ (جماعت احمدیہ) دوسری طرف رہ گیا۔

مولوی صاحب نے لکھ دیا ہے کہ "سونگھڑہ اس زمانے میں قادیانیوں کا اہم تبلیغی مرکز تھا اس لئے ظفر اللہ اکثر وہاں بھی پہنچتے رہتے تھے اور ہر بار اُن سے میرا مناظرہ و مقابلہ ہوتا رہتا تھا" شبستان ص۱۴۔ افسوس ہے کہ مولوی صاحب کی کذب بیانی کی انتہا ہو گئی۔ حالانکہ حضرت چوہدری سر محمد ظفر اللہ خاں نے کبھی بھی سونگھڑہ میں قدم رنجہ نہیں فرمایا۔ ناظرین اس سے اندازہ کریں کہ مولوی صاحب

موصوف اپنے بیان میں کس حد تک حق بجانب ہیں۔ سونگھڑہ سے باہر رہنے والے قارئین شبستان کو دھوکہ دینے کے لئے اتنے بڑے جرم (دروغ بیانی) کے ارتکاب کی کیا ضرورت تھی؟ حالانکہ یہاں سونگھڑہ کا دانشور طبقہ مولوی صاحب کی اس غلط بیانی سے متعجب ہے۔

درحقیقت مولوی صاحب مذکور گذشتہ فسادات راورکیلا ۱۹۶۴ء کی وجہ سے بدنام ہو چکے تھے اور اب پاکستان احمدیہ مخالف فسادات کی رو میں لگے ہاتھوں اپنی شہرت حاصل کرنے کے لئے دروغ بیانی کا سہارا لے رہے ہیں۔ بہرحال ہمارے مخالفین کی ان مکروہ حرکتوں سے ہم غمگین نہیں بلکہ خوش ہیں کہ ہمارے بزرگان سلف کی پیشگوئیاں پوری ہوئیں۔ مثلاً شیخ اکبر حضرت محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ فتوحات مکیہ میں فرماتے ہیں کہ ظہور امام مہدی وقت علماء زمانہ ان کی سب سے زیادہ مخالفت کریں گے۔ نیز ہم حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے الفاظ پھر دہرانا چاہتے ہیں کہ:-

"اے تمام لوگو سن رکھو! کہ وہ اپنی اس جماعت کو تمام ملکوں میں پھیلا دے گا۔ سب پر ان کو غلبہ بخشے گا۔ وہ دن آتے ہیں بلکہ قریب ہیں کہ دنیا میں صرف یہی ایک مذہب ہو گا جو عزت کے ساتھ یاد کیا جائے گا۔ خدا اس مذہب اور اس سلسلہ میں نہایت درجہ اور فوق العادت برکت ڈالے گا۔ اور ہر ایک کو جو اس کو معدوم کرنے کا فکر رکھتا ہے نامراد رکھے گا۔ اور یہ غلبہ ہمیشہ رہے گا۔ یہاں تک کہ قیامت آجائے گی"

(تذکرۃ الشہادتین صفحہ ۶۵ و ۶۶)

واضح ہو کہ یہ مذکورہ بالا پیشگوئی کی ابتداء میں احمدی صرف ہندوستان میں محدود تھے اور اب ۱۹۷۴ء میں خدا کے فضل سے پچاس سے زائد بیرونی ممالک میں احمدیت یعنی حقیقی اسلام کا جھنڈا لہرا رہا ہے اور اب دنیا کی کوئی طاقت اس کی ترقی کو روک نہیں سکتی۔ انشاء اللہ

والحمد للہ رب العالمین

درخواست دعا

عزیزم محمد انوار الحق صاحب ایم اے لیکچرار ریجنل کالج آف ایجوکیشن بھوبنیشور جو خاکسار کے چھوٹے بھائی عزیز سید عبد القدیر صاحب آف کٹک کے داماد ہیں دس ماہ کی اعلیٰ تعلیم کے حصول کے سلسلہ میں ۱۲۔ اکتوبر ۱۹۷۴ء انگلستان روانہ ہوئے ہیں۔

موصوف اپنے ایک تازہ خط جو انہوں نے ریڈنگ (انگلینڈ) سے تحریر کیا ہے سب دوستوں کو السلام علیکم عرض کرتے ہیں اور دعا کی درخواست کرتے ہیں۔

تمام بزرگان سلسلہ نیز درویشان قادیان اور دیگر احمدی بھائی اور بہنوں سے درخواست ہے کہ وہ دعا فرمائیں خدا تعالیٰ ان کو ترقی دے۔ اپنے مقاصد میں کامیاب کرے اور خیر و خوبی سے اپنے وطن واپس لا کر اسلام اور احمدیت کی بیش از بیش خدمات سرانجام دینے کی توفیق دے۔ آمین

خاکسار سید کریم بخش۔ امیر جماعت احمدیہ کلکتہ۔

شادی اور تحریک دعا

میری بڑی بیٹی عزیزہ نعیمہ شمیم سلمہا کی شادی مسٹر کے۔ ایم محمد کنہی صاحب آف پاینسری سے جو لاد کالج کی فائنل کلاس میں تعلیم پا رہے ہیں مورخہ ۱۰۔ نومبر ۱۹۷۴ء کو ہوئی۔ مکرم مولوی عبد القادر صاحب نے احمدیہ مسجد پینگاڈی میں خطبہ کے بعد -/۳۰۰ روپے مہر پر نکاح کا اعلان فرمایا۔ -/۲۵ روپے ارسال خدمت ہیں۔ ان میں سے دس روپے بدر کے لئے عطیہ دس روپے درویش فنڈ کے لئے اور پانچ روپے مساجد فنڈ کے لئے ہیں۔ مہربانی فرما کر مکرم محمد کنہی صاحب کی لاء کے فائنل امتحان میں نمایاں کامیابی نیز ہم بچوں کی سالانہ امتحانات میں کامیابی اور ہم سب کے لئے دعا اور تحریک دعا فرمائی جائے۔ آپ کا بھائی محمد شفیع احمد پینگاڈی

[illegible] اپنے اس احمدی بھائی کے نیک مقاصد میں کامیابی کیلئے درخواست دعا ہے۔ ایڈیٹر بدر

کیرنگ اڑیسہ میں لیبر منسٹر صاحب کے اعزاز میں ایک جلسہ

مورخہ یکم نومبر ۱۹۷۴ء کو ڈاکٹر ونود دھربلیار سنگھ لیبر منسٹر کا کیرنگ آنے کے لئے معلوم ہوا کیونکہ اس سے قبل مکرم پریذیڈنٹ صاحب اور مکرم سکرٹری صاحب تعلیم کو خط کے ذریعہ معلوم ہو گیا تھا۔

چنانچہ ان کے اعزاز میں مسجد احمدیہ کے عقب میں سائبان لگایا گیا اور ایک جلسہ کا انتظام کیا گیا۔ ٹھیک دو بجے وزیر صاحب کیرنگ وارد ہوئے ان کے ساتھ سرپنچ صاحب بھی آئے تھے نماز جمعہ کے بعد جلسہ شروع ہوا۔

محترم صدر صاحب نے مکرم وزیر صاحب کے اعزاز میں ایڈریس پیش کیا اور جماعت کی طرف سے ان کے اقبال کے لئے دعا کی۔

اس کے بعد مکرم وزیر صاحب نے اپنی تقریر میں کہا میں تمہارا بھائی ہوں جب بھی کوئی کام پڑے میرے پاس آؤ میں تمہاری ہر خدمت کے لئے تیار ہوں آپ نے کسانوں کو اچھی طرح کھیتی باڑی کرنے کی تلقین کی اور جماعت کو ترقی کرنے کے لئے نصیحت کی۔

اس کے بعد مکرم انیس الرحمن صاحب سیکرٹری تعلیم و تربیت نے تقریر کی۔ آپ نے مناسب رنگ میں مکرم و محترم وزیر صاحب کو گاؤں کے بعض ضروری کاموں کی طرف توجہ دلائی۔ مثلاً

(۱) کیرنگ اتنی بڑی بستی ہونے کے باوجود یہاں کی سڑک درست نہیں ہے جانے آنے کے لئے بہت مشکل ہوتی ہے۔

(۲) اس راستے کے لئے ایک بس چلائی جائے۔

(۳) یہاں کے پوسٹ افس کو سب پوسٹ آفس کیا جائے اور فون لائن لگائی جائے

(۴) یہاں پر شفاخانہ نہیں ہے مریضوں کو بہت مشکل سے خوردہ جانا پڑتا ہے لہذا ایک شفاخانہ فوری کھولا جائے

محترم وزیر صاحب نے وعدہ کیا کہ یہ تمام کام میں اپنی نگرانی میں جلد کروا دوں گا۔ بعدہٗ آپ کی خدمت میں احمدیہ لٹریچر پیش کیا گیا جس کو انہوں نے بہت ہی شوق سے قبول کیا۔ بعدہٗ آپ ٹی پارٹی میں شریک ہوئے اور آگے کے لئے روانہ ہو گئے۔

مولانا سبحانی صاحب فاضل الہ آباد سے گفتگو

مسجد احمدیہ کیرنگ میں ایک تربیتی اجلاس کا انعقاد

مولانا سبحانی صاحب فاضل الہ آباد سے مکرم انیس الرحمن صاحب سیکرٹری تعلیم کی خوردہ ٹاؤن میں ماہِ رمضان میں ملاقات ہوئی۔ سرسری گفتگو کے بعد مکرم سیکرٹری صاحب نے ان کو کیرنگ آنے کی دعوت دی، چنانچہ موصوف مورخہ ۲۸۔ اکتوبر کو جماعت احمدیہ کیرنگ میں وارد ہوئے۔ احباب جماعت احمدیہ کیرنگ نے بہترین اخلاق کا مظاہرہ کیا۔ مولانا موصوف سے مختلف قسم کے موضوعات پر گفتگو ہوئی رہی موصوف ملاؤں کی طرح یہاں بھی اپنا رعب اور اپنی علمی برتری ثابت کرنا چاہتے تھے، چنانچہ لوگوں کے ساتھ بات کرتے وقت بڑے ہی متکبرانہ انداز میں بات کرتے تھے، اور تلفظ کھینچ کھینچ کر کرتے تھے۔ دوپہر کو خاکسار کے ساتھ تھوڑی سی گفتگو ہوئی تو رعب ڈالنے کے لئے ایک دو سوال عربی میں کئے۔ خدا کے فضل سے میں نے ان کا جواب عربی میں دیا، چونکہ احباب عربی سمجھ نہ سکتے تھے لہذا دونوں کے مشورہ سے اردو میں بعض فروعات پر بات ہوئی۔ جس میں انہوں نے احباب کی داڑھی پر اعتراض کیا تھا۔ میں نے ان کو مناسب رنگ میں جواب دیا اور کہا کہ آجکل مسلمان ڈیڑھ فٹ کی ڈاڑھی رکھ کر شام کو ایک شراب کی بوتل چڑھا کر سڑک کے کنارے پڑے رہتے ہیں اوپر سے پولس ڈنڈے مارتی ہے۔ کیا یہی مسلمانی ہے اور سنت رسول یہی ہے۔ اس کے بعد محترم صدر صاحب تشریف لے آئے اور قرآن شریف سے ایک دو سوال کئے جس کا جواب مولانا صاحب نہ دے سکے اور آئیں بائیں کرنے لگے۔

مسجد احمدیہ میں ایک اجلاس ... مولانا صاحب کی تقریر اور احمدیہ مبلغ کا جواب

شام کو بعد نماز مغرب مسجد احمدیہ کیرنگ میں محترم صدر جماعت کی صدارت میں ایک جلسہ منعقد ہوا۔ تلاوت اور نظم کے بعد مولانا صاحب کی تقریر تھی لیکن انہوں نے اپنی قرات دکھانے کے لئے پہلے ایک سورۃ کی تلاوت کی۔ بعدہ تقریر شروع کی آج ہی شام تک مکرم عبد الرزاق صاحب معلم مکتب احمدیہ (جو دیوبند اور کیرنگ میں تعلیم دیتے ہیں) سے مولانا صاحب کافی معلومات حاصل کر چکے تھے لہذا انہوں نے مناسب یہی سمجھا کہ ہمارے عقائد کو نہ چھیڑیں چنانچہ آپ نے اپنی تقریر کو دوسرے رنگ میں بدل دیا۔ تاہم بعض اعتراض کر ہی دیئے۔ مثلاً جماعت احمدیہ جو تبلیغ کر رہی ہے اور فخر کرتی ہے کہ ہم ہی تبلیغ کرتے ہیں۔ دوسری جماعتیں بھی تبلیغ کرتی ہیں، مسجدیں بناتی ہیں، لٹریچر شائع کرتی ہیں۔ بہترین قسم کی تفاسیر قرآن کرتی ہیں وغیرہ۔ آپ کی یہ تقریر تقریباً پون گھنٹہ تک رہی ...... بعدہٗ خاکسار کی تقریر ہوئی۔ خاکسار نے احادیث اور قرآن شریف سے ثابت کیا کہ مسلمانوں کی حالت ایک زمانہ میں خراب ہو جائے گی۔ ۷۳ فرقوں میں وہ تقسیم ہو جائیں گے۔ یہود و نصاریٰ کے قدم بہ قدم چلیں گے۔ لوگ نام کے مسلمان رہ جائیں گے اور قرآن کو چھوڑ دیں گے ایسے خطرناک حالات میں سلمان فارس کے خاندان کے ایک فرد کے ذریعہ پھر قرآن کو دنیا میں قائم کیا جائے گا وغیرہ بیان کیا۔ خاکسار نے گذشتہ صدی کے مسلمانوں کے حالات کو مختصراً بیان کیا۔ پھر ایسے حالات میں پادری لیفرائے وغیرہ کا حوالہ سنا کر بتایا کہ عیسائی اور آریوں کی کسقدر نیت بد تھی۔ وفات مسیح اور ختم نبوت کے بارہ خاکسار نے سیر حاصل بحث کی۔ تقریر کو جاری رکھتے ہوئے خاکسار نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے برپا کردہ روحانی انقلاب کو تفصیل سے بیان کیا اور جماعت احمدیہ کی قربانی کا ایک مختصر خاکہ موصوف کے سامنے رکھا اور دوسرے مسلمانوں اور فرقہ اہل حدیث کی مالی قربانی کا موازنہ کیا۔ خاکسار کی تقریر تقریباً ڈیڑھ گھنٹے تک جاری رہی احباب جماعت بڑے ہی خوش ہوئے کہ مولانا صاحب کو ٹھیک جواب ملا ہے اور جماعت کے حالات سے وہ آگاہ ہو گئے ہیں۔ اس کے بعد محترم صدر صاحب نے جماعت کے عقائد پیش کئے۔ جلسہ ختم ہونے تک مولانا صاحب بہت ہی متاثر ہو چکے تھے۔ آپ نے جلسہ کے بعد اس چیز کا اظہار کیا۔ بعد دعا یہ جلسہ برخواست ہوا۔ مسجد احمدیہ کھچا کھچ بھری ہوئی تھی۔ مستورات بھی جلسہ سننے آئی ہوئی تھیں۔

محترم مولانا صاحب دوسرے روز بھی دوپہر تک رہے۔ ان کو احمدیہ البم بھی دکھایا گیا۔ احمدیہ کیلنڈر دکھانے سے بڑے متاثر ہوئے اور تعریف کئے بغیر نہ رہ سکے جس بارہ میں ان کو شک تھا اس کا ازالہ کرتے رہے۔ استخارہ کرنے کے لئے وعدہ کیا اور حضور کا فوٹو لینے کی خواہش کی چنانچہ ان کو فوٹو دیا گیا۔ جاتے وقت راستے کے خرچ کے واسطے روپے دیئے گئے۔ سب لٹریچر بھی دیا گیا۔

بعد میں معلوم ہوا کہ خوردہ میں اور سرد مالپور (جو کہ متعصب غیر احمدیوں کا گڑھ ہے) میں احمدیوں کی بہت ہی تعریف کی اور کہنے لگے اسلام کا صحیح نمونہ میں نے کیرنگ میں دیکھا۔ اسلام سے ہٹ کر وہ کوئی بھی عمل نہیں کرتے۔ ان کی اذان نماز، قرآن وہی ہے جو مسلمانوں کا ہے۔ تم ان کے خلاف جو کہتے ہو وہ سراسر جھوٹ ہے

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ موصوف کے دل میں احمدیت کی محبت پیدا فرما دے اور احمدیت کے نور سے منور فرما دے۔ آمین۔ خاکسار عبد الحلیم مبلغ سلسلہ

اظہار تشکر اور درخواست دعا

میں اپنے رب العالمین کا شکریہ کس زبان سے ادا کروں جس نے محض اپنے فضل و کرم سے مجھے دہلی انسٹی ٹیوٹ آف ٹیکنالوجی کے ایم ٹیکنالوجی کے امتحان میں فرسٹ کلاس کے اعلیٰ نمبروں سے کامیابی عطا فرمائی۔ الحمد للہ۔ میں دلی خلوص و محبت کے ساتھ خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام، بزرگان جماعت اور درویشان کرام سے دعاؤں کی گذارش کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ میری اس کامیابی کو اسلام و احمدیت کے لئے مفید بنائے۔ ۱۰ روپیہ ارسال ہیں کسی مستحق کے نام بدر جاری فرما دیں۔ خاکسار عبد الباسط ...

ایک مراسلہ

ہمارا اپنا مشاہدہ اور تجربہ ہے کہ احمدی پکے اور باعمل مسلمان ہیں

احمدیوں کے بارہ میں پاکستان قومی اسمبلی کا فیصلہ اسلامی روایات کے منافی ہے

محترم سردار گوردیال سنگھ صاحب پرنسپل گروال کالج لدھیانہ کا ایڈیٹر بدر کے نام مراسلہ

بخدمت جناب ایڈیٹر صاحب ہفت روزہ بدر، قادیان۔

مجھے بھارت کے ریڈیو کے علاوہ دوسرے ملکوں کے ریڈیو سننے کا شوق ہے اسی طرح سے مجھے ہر مذہب کی مقدس کتب پڑھنے میں گہری دلچسپی ہے۔ میں نے سنہ ۱۹۲۷ء میں ہندی سیکھی۔ حالانکہ ہندی نام کی کوئی زبان عرش و فرش پر نہیں ہے مگر یہ ہندوستانی کا دوسرا نام ضرور تھا اور وہ ہندی آجکل کی کسی کی بھی سمجھ میں نہ آنے والی بے سروپا ہندی نہ تھی۔ کوئی بھی فرقہ پرست اُس وقت ہندی کا نام نہ لیتا تھا مگر دھارمک گرنتھ ہندی (بگڑی ہوئی پنجابی) میں تھے اس لئے گیتا رامائن، وید اور دیگر کتب کا بڑے پریم اور شردھا سے مطالعہ کیا۔ اور تو اور ستیارتھ پرکاش بھی نہایت غور سے پڑھا۔ متبرک قرآن شریف قادیان سے (پنجابی) منگوا کر بہت ہی ادب کے ساتھ مطالعہ کیا اردو میں تفسیر القرآن بصد شوق پڑھی۔ انگریزی میں بائبل اور دیگر کرسچین لٹریچر بھی اسی لحاظ سے بار بار مطالعہ کیا۔ گوربانی تو ماتا پتا، نانکے گھر، خالصہ اسکول سے ملی تھی۔ شری حضور سنت السر سنگھ جی مہاراج راڑہ صاحب والوں کی صحبت پاک سے اچھی طرح سمجھ میں آنے لگ گئی تھی۔ بہت سے ہندو، مسلمان، سکھ، عیسائی فقیروں کی صحبت عنبرت کا شرف حاصل ہوا۔

عرصہ قریباً ایک سال سے بدر آرہا ہے اُسے غور سے دیکھتا ہوں۔ اس کے علاوہ مجھے لندن میں قادیانی مشن میں جانے کے تین چار موقعے ملے ہیں اور وہاں کے رکنوں سے اور خاصکر میرے قابل احترام بزرگ چوہدری سر محمد ظفر اللہ خانصاحب سے شرف ملاقات حاصل ہوا۔ اس کے علاوہ دھارمک سنستھاؤں کے کام کو بھی گہری نظر سے دیکھا ہے اس تمام تجربے کی بناء پر مجھے یہ کہنے میں ذرا بھی تامل نہیں ہے کہ اسلام کی اشاعت کی اور اسلام کا غلبہ حاصل کرنے کی جو خدمت تحریک احمدیت کر رہی ہے اور اتنے تھوڑے عرصہ میں جتنا کچھ کیا ہے وہ قابل رشک ہے اور کسی بھی قوم نے اتنی جلدی اتنی ٹھوس اتنی منظم اور اتنی قابل رشک ترقی نہیں کی ہے۔ قادیان سے دوسری قوموں کو سبق لینا چاہیئے ورنہ قومیں بنتی رہتی ہیں اور مٹتی رہتی ہیں۔

مندرجہ بالا حقیقت کے باوجود پاکستان میں جسے اسلامی مملکت کا نام دیتے وہ لوگ تھکتے نہیں اس اسلام کی سب سے بڑی خدمت گار تحریک کا نام و نشان مٹانے کے درپے معلوم ہوتے ہیں۔ جب ریڈیو پاکستان سے اور آل انڈیا ریڈیو کی اردو سروس سے اسلام کا پرچار سنتا ہوں۔ قرآن شریف کا ترجمہ سنتا ہوں اور پھر اس کا مقابلہ پاکستان میں ہو رہے دلسوز شرمناک انسانی مظالم سے کرتا ہوں میں سوچتا ہوں کہ اتنا بڑا جھوٹ بولنے والے اور اسلام کی تعلیمات سے اتنے بڑے منکر اور قرآن شریف کے احکام کے سو فیصد الٹ اور اپنے ہی لیکچروں سے الٹ کام کرنے والے کیسے کہہ سکتے ہیں کہ پاکستان اسلامی مملکت ہے۔ مظالم تو ہر ایک ملک میں ہوتے ہیں مگر پاکستان تو اس وقت ظلمستان کا نمونہ پیش کر رہا ہے۔ واہگورو کی وحدانیت کی قوالیاں حضرت بلھے شاہ جیسے وحدانیت کے عشاق کی کافیاں ترنم سے پڑھنے والے پاکستانیوں کو اصلی مسلمان اور دوسروں کو کافر کہتے ہیں۔ کتنا بڑا مذاق ہے اسلام سے، کتنی بڑی توہین ہے حضرت محمد صاحب (صلعم) کی اور ان کے احکام و اعمال کی۔ سارے مذہب خدا کے ہیں کون یہاں کافر ہے اور کون مومن ہے اس کا فیصلہ تو خدا کی درگاہ میں ہی ہو سکتا ہے۔ پاکستانی حکام کی نگاہ میں سکھ کافر ہیں، عیسائی کافر ہیں، ہندو کافر ہیں، بودھی کافر ہیں، احمدیہ کافر ہیں۔ حالانکہ سب ہی خدا کی خلقت ہیں۔ اگر خدا نے انسان کو جزا یا سزا دینے کا دیا ہو تو یہ قتل عام ابد تک جاری رہ سکتا ہے کیونکہ ایک مذہب کی نگاہ میں دوسرا مذہب خدا سے دور ہے۔ جو بھی ایسا کہتا ہے وہ خود ہی خدا سے بہت دُور ہے۔ وہ حقیقی علم سے اندھا ہے اور اس کی اپنی ہی بیوقوفی اس کے سر کا بھوت ہے پاکستانی حکام کا اس سے بڑا احمقانہ قدم اور کیا ہو سکتا ہے؟ خدا کی خلقت کو جو خدا کے بہت نزدیک ہے اور خدا کو بہت عزیز ہے اسے تو کافر کہتے ہی تھے مگر اسلام کے سچے علمبرداروں کا وحشیانہ قتل اور اُن کی لوٹ مار وغیرہ اسلام کے نام پر سے نہ مٹنے والا دھبہ ہے جس پاکستان بنانے میں احمدیہ بھائیوں کا سب سے بڑا ہاتھ تھا وہ اب پاکستان کہلانے کا مستحق نہیں کیونکہ جو کچھ وہاں ہو رہا ہے اور جو کچھ سنہ ۱۹۴۷ء کے بعد انہوں نے کیا ہے اُس سے تو یہ اس نام کا حق دار نہیں رہا ہے۔ پاکستان تو اس ملک کا نام ہے جہاں ہر چیز پاک ہو۔

کیا کوئی بتا سکتا ہے کہ قرآن شریف میں یا حضرت محمد صاحب (صلعم) نے کہاں یہ حکم دیا ہے کہ بے گناہ لوگوں کے گھر جلا دو۔ ان کو لوٹ لو اور ان کو قتل کر دو۔ یہ کام مومنوں کا ہرگز ہرگز نہیں ہو سکتا۔ البتہ ایسا کرنے والے کافر تو بلاشک و شبہ ہیں۔ یہی پاکستان جو دراصل اور بنیادی طور پر ہندوستانی ہیں، میرے سگے بھائی ہیں۔ خدا کی خلقت ہونے کے ناطے تمام مذاہب کے لوگ میرے بھائی ہیں۔ بھائی ہونے کے ناطے میری عاجزانہ اپیل ہے کہ پاکستان کی سرکار اس قانون کو واپس لے جس میں احمدی بھائیوں کو اسلام سے خارج کیا ہے اور اگر اُن کو ایسا کرنا ہی ہے تو ان اسلام کے علمبرداروں پر مظالم نہیں ڈھانے چاہئیں اور اُن کے ساتھ اپنے بھائیوں جیسا سلوک کرنا چاہیے۔ حضرت محمد صاحب (صلعم) کی زندگی سے قرآن شریف کی تعلیمات سے سبق لے کر اُن پر عمل کر کے پاکستان کو تمام برائیوں سے پاک کر کے (لوگوں سے پاک کر کے نہیں اپنی خو کی برائیوں سے پاک کر کے) اسے سچ مچ ہی پاکستان بنا دینا چاہیئے تاکہ دوسرے مذاہب اور ممالک اِن سے روشنی لیں ظلم و ستم کی مثال قائم کرنا کوئی عقلمندی نہیں۔ جس ملک میں ننکانہ صاحب ہے پنجہ صاحب ہے، ڈیرہ صاحب ہے اس کی شان بلند کرنے کا رستہ یا تلوار چلانا نہیں ہے

احمدیہ بھائی یہی کہتے ہیں کہ رہبر کے بغیر راستہ نہیں ہے۔ یہ کوئی عجیب اور غیر اسلامی بات نہیں ہے۔ اسلام میں دوسرے مذاہب میں نبی، پیر، مرشد گورو، ستگورو، پیغامبر اوتار وغیرہ ہوئے ہیں۔ جب تک خدا کی خدائی ہے تب تک یہ ہوتے ہی رہیں گے۔ سادھو، رشی، منی بھی ہوتے ہی رہیں گے۔ حضرت محمد صاحب (صلعم) نے ہرگز ہرگز نہیں کہا کہ وہ کلی طور پر آخری رسول ہیں۔ پھر بھی احمدیہ بھائی بھی دوسرے مسلمانوں کی طرح اُن کی متبرک ذات کو آخری نبی مانتے ہیں۔

(پرنسپل گوردیال سنگھ گروال کالج لودیانہ)
یکم نومبر سنہ ۱۹[illegible]ء

ضروری اعلان

ایک کارروائی دفتر ناظم قضاء دارالامان سے خادم کے سپرد کی گئی تھی جو مزا[illegible] مکان موقوعہ تیاپور علاقہ کرناٹک سے تعلق ہے جو مابین ظہور احمد صاحب مدعی اور غور[illegible] وغیرہ مدعا علیہم کے درمیان چل رہا ہے [illegible] ظہور احمد [illegible] عجب شیر کو گواہان پیش کرنیکی مہلت دی گئی صاحب موصوف باوجود پابند ہونیکے گواہان پیش کئے اور نہ بروقت حاضر ہو کر پیروی کر رہے ہیں تقریباً تین چار ماہ سے ترک مستقر بھی کر چکے ہیں جن کے ایڈریس کا بھی پتہ نہیں لگ رہا ہے اسلئے حاضری اور کارروائی کی یکسوئی کیلئے اندرون ایکماہ تاریخ اشاعت نوٹس اخبار بدر حاضر ہو کر پیروی کریں ورنہ بعدم حاضری و پیروی میں کارروائی یکطرفہ سماعت کر کے روداد مسل پر فیصلہ کیا جائے گا۔

نور الدین ناصر وکیل قاضی جماعت احمدیہ تیاپور علاقہ کرناٹک

منظوری انتخاب عہدیداران جماعت احمدیہ

مندرجہ ذیل عہدیداران کو یکم مئی ۱۹۷۴ء سے لے کر ۳۰ اپریل ۱۹۷۷ء تک تین سال کے لئے منظوری دی جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ ان عہدیداران کو زیادہ سے زیادہ خدمت سلسلہ کی توفیق بخشے۔ آمین۔

ناظر اعلیٰ قادیان

جماعت احمدیہ بنگلور

صدر　مکرم بی ایم عبدالرحیم صاحب
نائب صدر　" سید احمد صاحب
سیکرٹری مال　" محمد حفیظ اللہ صاحب
" تعلیم و تربیت　" ایم کریم احمد صاحب
" تحریک جدید }　" عبید اللہ صاحب قریشی
" وقف جدید }
آڈیٹر　" بی ایم بشارت احمد صاحب
سیکرٹری تبلیغ　" بی ایم بشیر احمد صاحب
" امور عامہ　" محمد شفیع اللہ صاحب
امام الصلوٰۃ　" محمد صبغۃ اللہ صاحب
قاضی　" ڈاکٹر محمد حسین صاحب

جماعت احمدیہ جمشید پور

صدر　مکرم ناصر احمد صاحب
نائب صدر　" محمد سلیمان صاحب
سیکرٹری تبلیغ و تربیت　" " "
" مال　" مقبول احمد صاحب
" امور عامہ　" خورشید احمد صاحب

جماعت احمدیہ نند گڑھ

صدر　مکرم عبدالمنان صاحب جکوڑی
سیکرٹری مال　" عبدالقادر صاحب
" تعلیم و تربیت　" عبدالکریم صاحب
" تبلیغ　" منصور احمد صاحب
خزانچی　" عبدالمنان صاحب جکوڑی

جماعت احمدیہ بنارس

صدر　مکرم عبدالسلام صاحب
سیکرٹری مال　" عبدالستار صاحب
" تبلیغ　" عبدالسمیع صاحب
" تعلیم و تربیت　" " "
(مشروط چھ ماہ کے لئے)

اخبار قادیان

قادیان ۲۴۔ نومبر مکرم محمد سعید انور آف مودھا ساکن قادیان کو اللہ تعالیٰ نے ۱۹۔ نومبر کو بیٹا عطا فرمایا۔ محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب نے بشارت احمد نام تجویز فرمایا۔ احباب دعا فرمائیں اللہ تعالیٰ نومولود کو نیک صالح اور خادم دین بنائے اور عمر دراز کرے۔ آمین

قادیان ۲۲۔ نومبر مکرم چوہدری منظور احمد صاحب چیمہ درویش نے اپنے بیٹے مکرم مولوی جاوید اقبال صاحب اختر کی ۲۲۔ نومبر بروز جمعہ بعد نماز مغرب دعوت ولیمہ کی جس میں کافی تعداد میں مقامی احباب خواتین نے شرکت کی۔

قادیان ۲۴۔ نومبر مکرم قاضی عبدالحمید صاحب درویش سابق خوش نویس اخبار بدر کے بڑے بیٹے عزیز مبارک احمد کارکن دفتر دعوۃ و تبلیغ کی شادی امروہہ میں بتاریخ ۲۵۔ نومبر ۱۹۷۴ء قرار پائی ہے۔ چنانچہ آج بعد نماز عصر مسجد مبارک میں حضرت امیر صاحب مقامی الحاج مولوی عبدالرحمن صاحب فاضل نے اجتماعی دعا کرائی۔ اللہ تعالیٰ اس رشتہ کو جانبین کے لئے بابرکت فرمائے۔ آمین۔

درخواست دعا: خاکسار کے نسبتی چچا سید احتشام الدین صاحب کچھ دنوں سے بیمار چلے آرہے ہیں۔ حالت دن بدن تشویشناک ہوتی جارہی ہے ان کی صحت کاملہ و عاجلہ کے لئے اور بڑے بھائی سید ناصر احمد بی کام اور برادرم سید رشید احمد کی بی اے میں اعلیٰ کامیابی کے لئے درخواست دعا ہے۔ خاکسار سید صلاح الدین متعلم جامعہ احمدیہ قادیان

منقولات

ظلم و ستم رک جانا چاہیے ... "ڈیلی اسکیچ"

(ترجمہ از مکرم ملک صلاح الدین صاحب ایم اے قادیان)

لیگوس (نائیجیریا) کے روزنامہ "ڈیلی اسکیچ" بابت ۲۴۔ اگست میں مسٹر ایم۔ اے اینا ہورد کا ذیل کا مراسلہ شائع ہوا۔ اگرچہ اس پر چند ماہ گذر چکے ہیں۔ تاہم اس کے مطالعہ سے افریقہ کے عام باشندوں کے جذبات اور حق کی آواز بلند کرنے کا پتہ چلتا ہے:

آپ کے اخبار میں ۸۔ اگست کو مسٹر ایم اے۔ اوموٹوسو کے مضمون کے مطالعہ سے جس میں پاکستان میں احمدیوں پر کئے گئے مظالم کو نمایاں طور پر پیش کیا گیا ہے انسان مغموم ہو جاتا ہے۔

تیس احمدیوں کے اتلاف جان جن میں بچے بھی شامل تھے اور تین صد مکانوں چھ صد دکانوں، چوبیس مساجد، سترہ لائبریریوں اور بہت سی فیکٹریوں کی آتشزنی ــــ چند دنوں کے قلیل عرصہ میں اس سب کچھ (گھنونے افعال) کے ارتکاب کا اعزاز پاکر مذہبی تاریخ میں پاکستان کے مسلم مذہبی جنونی بدترین ظالموں کے روپ میں ظاہر ہوئے ہیں۔

سرکاری ترجمان اور پاکستان کے دیگر اخباری ذرائع نے بھی تصدیق کی ہے کہ ستائیس احمدیوں کا جانی نقصان ہوا اور ہنگامے تین ہفتہ تک جاری رہے۔ تب اُن پر قابو پایا جا سکا ظلم و ستم پر قابو پانے کے لئے تین ہفتوں کی مدت بہت طویل ہوتی ہے۔ اپنی تمام دفاعی طاقتوں کے باوجود سارا مشرقی پاکستان (مقابلہ پر) تین ہفتہ نہ ٹھہر سکا تھا۔ سو سمجھا جا سکتا ہے کہ ان تین ہفتوں کے دوران دفاع سے محروم احمدیوں پر کیا بیتی ہوگی۔ اگر حالات تین ہفتے گذرنے کے بعد معمول پر آئے تو اس لئے نہیں کہ سرکار نے ان پر قابو پا لیا تھا بلکہ اس لئے کہ بلوائی لوگ اپنا کام ختم کر چکے تھے اکثر قصبات میں تباہ کرنے اور نذر آتش کرنے کے لئے احمدیوں کی کوئی جائیداد باقی نہ رہی تھی۔ اور جان بچانے کی خاطر اکثر احمدی بھاگ کر دیگر مقامات پر جا چکے تھے

حکومت کے ترجمان کا یہ اقرار کہ حالات کو قابو میں لانے کے لئے تین ہفتہ لگے گویا ان اطلاعات کی تصدیق ہے کہ قانون کا نفاذ کرنے والوں کے نیم دلی سے کام کرنے کی وجہ سے وہ احمدیوں کے نفوس و اموال کی حفاظت کرنے میں ناکام رہے تھے۔

بعض مقامات پر یہ ناکامی اتنی واضح رنگ میں بالارادہ نظر آتی تھی کہ بعض پولس افسروں کی فوری برطرفی کے علاوہ حکومت کے لئے کوئی چارۂ کار نہ رہ گیا تھا۔ جیسا کہ ۳۔ جون کو ریڈیو پاکستان نے خبر دی تھی۔ اگرچہ بعد ازاں سرکاری ترجمان نے ایسی ناکامیوں کا سختی سے انکار کر دیا تھا۔

اس ظلم و ستم کے بارے میں سرکاری رویہ کا مزید بھید اس طرح کھلتا ہے کہ جو احمدی افسران سرکاری ملازمتوں پر تھے انہیں جبراً رخصت پر بھجوا دیا گیا ہے۔ اور جس عقیدۂ احمدیت کی خاطر احمدیوں نے اپنی جانیں، املاک، اور کام پھونک اور گرڈالے تھے اسے بحث دلچسپی اور قانون سازی کی خاطر قومی اسمبلی کے سپرد کر دیا گیا ہے

مسٹر اوموٹوسو نے بجا طور پر پاکستان سرکار کو یہ تلقین کی ہے کہ مذہب کے بارے میں وہ نہایت حزم و احتیاط اور باریک بینی سے کام لے۔ مذہب تو بنیادی طور پر ایک شخص کا اپنے خدا کے ساتھ تعلق کا نام ہے۔ اور خدا تعالیٰ کو یہ امر پسند نہیں کہ اس تعلق میں جبر و اکراہ کی راہ سے دخل اندازی کی جائے

جنہیں دوسروں پر عددی لحاظ سے بالا دستی حاصل ہے۔ انہیں ہمیشہ خدا تعالیٰ کا خوف مد نظر رکھنا چاہیے نہ کہ غضب الٰہی حاصل کرنا چاہیئے۔

خط و کتابت کرتے وقت خریداری نمبر کا حوالہ ضرور دیجئے
منیجر بدر

اخبار "سازِ دکن" آپنے آئینہ میں

بقیہ صفحہ نمبر ۲

سے درخواست کی تھی کہ ہم نے اس خصوصی پیشکش میں اپنے نقطۂ نظر کو دلائل کے ساتھ پیش کیا ہے۔ ہم چاہتے ہیں کہ ہمارے مخالف علماء بھی دلیل کا جواب دلیل سے دیں۔ لیکن دلیل کے مقابل پر گالی گلوچ کرنا۔ یا کسی فرقہ کے بزرگان پر گند اُچھالنا اس امر کی بیّن علامت ہے کہ لکھنے والا دلائل سے تہی دامن ہے اور یہ بات عالمانہ شان کے شایاں بھی نہیں۔

اس وقت ہمارے سامنے حیدرآباد سے چار صفحات میں شائع ہونے والے ہفت روزہ "سازِ دکن" کا ۸ نومبر کا شمارہ ہے۔ جس کے دوسرے صفحہ پر جہاں ہمارے خصوصی نمبر پر مدیر محترم نے اظہار خیال فرمایا ہے۔ وہاں جماعت اور اس کے قابل احترام بزرگوں کے بارے میں ایسا انداز تحریر اختیار کیا ہے جو نہ صرف سوقیانہ ہے۔ بلکہ بے حد غیر شریفانہ بھی اس نوٹ سے جناب ایڈیٹر صاحب کا اپنا مبلغ علم بھی خوب کھل کر سامنے آگیا ہے۔ گو ہم عمداً اس کی تفصیل میں جانا نہیں چاہتے البتہ بطور نمونہ صرف ایک بات کا ذکر کر دینا کافی ہوگا۔

نزولِ مسیح کے بارہ میں جو نہایت درجہ مشہور و معروف حدیث ہے اس میں جو يَضَعُ الْحَرْبَ کے الفاظ آتے ہیں "سازِ دکن" کے فاضل مدیر نے "حرب کو (جنگ) ضائع کرے گا" کئے ہیں نہ صرف ایک بار (جس پر ممکن ہے سہو کتابت کہہ کر پردہ ڈال لیا جاتا) بلکہ اس بات کا تکرار کرتے ہوئے لکھا:-

"متذکرہ حدیث کا ان الفاظ سے کہ مہدی حرب جنگ کو ضائع (بند) کریگا"

ظاہر ہے کہ اگر مدیر صاحب خود عربی ادب یا علم حدیث سے نابلد ہیں تو عربی زبان کے کسی بھی مبتدی طالب علم سے دریافت کر لیتے تو وہ انہیں بتا دیتا کہ یضع کے معنے "ضائع کریگا" کرنا درست نہیں ہاں بند کر دیگا درست ہے۔ اگرچہ دوسری بار کے ترجمہ میں "بند" کا لفظ بریکٹ میں لکھا گیا ہے۔ لیکن اس سے قبل جو "ضائع" کا لفظ لکھا گیا ہے۔ اس سے تو ایڈیٹر صاحب کی علمی قابلیت چھپ نہیں سکتی۔ دراصل یہ نقد بہ نقد بدلہ ہے اُس توہین کا جو جناب ایڈیٹر صاحب موصوف نے سچے امام مہدی کی اپنے اس نوٹ میں کی۔

اُس کے ساتھ ساز دکن کے اسی صفحہ نمبر ۲ پر جو ایک نظم بھی دو حصوں میں "آخری رسول برحق" کے عنوان سے زاہد رضوی کی شائع ہوئی ہے۔ اس نظم کا پہلا حصہ نعت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم پر مشتمل ہے۔ جسے شاعر نے پہلا رُخ قرار دیا ہے۔ نظم کا دوسرا حصہ جس پر ذیلی عنوان "دوسرا رُخ" درج ہے۔ جہاں خصوصیت سے قابل مطالعہ ہے۔ وہاں سنجیدہ طبائع کے لئے سبق آموز اور فکر انگیز بھی ہے نظم کا یہ حصہ آپ بھی مطالعہ فرمائیں۔ جناب زاہد رضوی صاحب "سازِ دکن" کے شاعر صاحب مسلمانوں کی حالت زار کا نقشہ کھینچتے ہوئے۔ برحق فرماتے ہیں:-

حال ہے برباد مستقبل فنا بر دوش ہے ⁂ غور کرتا ہی نہیں ماضی پہ کوئی لوٹ کر
پیشوایان مذاہب بن گئے ہیں رہزن ⁂ جا رہی ہے قوم ادھر منزل کی سرحد ہے جدھر
چھا گیا ہے ملتِ بیضا کے ذہنوں پر جنول ⁂ یا نہی شیرازہ ملت ہے سارا منتشر
دیکھ کر اب قوم کی حالت یہ نوبت آ گئی ⁂ ہو گیا آتش فشاں سینہ میں ہر زخمِ جگر
آخری حدِ تباہی پر ہے مسلم قوم آج ⁂ بندۂ طاغوت بن کر ہو نہ جائیں دربدر
اب برائی عیب ہے نا شائستہ حرکت عام ہے ⁂ ایک ہو کر رہ گئے نظروں میں اب تو خیر و شر
کار دال افلاس ذہن فکر سے بیگانہ کش ⁂ رحمت عالم عطا فرمائیے زاد سفر
پھر غلاموں کو عطا ہو جذبۂ دسلماں کا دعف
دیدۂ زاہد میں وہ منظر ہوتا ہے حدِ نظر

جناب زاہد رضوی صاحب کے یہ آٹھ شعر درحقیقت وہ معنوی آئینہ ہیں جس میں ساری ملتِ بیضا کی زبوں حالی کا عکس پورے طور پر نظر آ سکتا ہے۔ اس کیفیت کا مشاہدہ کرتے ہوئے بھی اگر ڈھنڈورا اس بات کا پیٹا جائے کہ کسی بھی مصلح ربانی کے آنے کا دروازہ قطعی بند ہے۔ تو کہنے دیجیے کہ اس دروازہ کے کھل جانے سے عماری کی روزی کا دروازہ بند ہو جاتا ہے۔ ورنہ اُمت محمدیہ کی ابتری تو زبان حال سے اور حق گو شعراء زبان قال سے اصلاح احوال کیلئے پکار رہے ہیں۔!! فَاعْتَبِرُوْا يَا اُولِي الْاَبْصَارِ!!

مالی خدمت دین کا نصف حصہ ہے

حضرت مرزا بشیر احمد صاحب رضی ایم اے فرماتے ہیں:-

"میرا ہمیشہ یہ خیال رہا ہے کہ اس زمانہ میں خصوصاً اور ویسے عموماً مالی خدمت دین کا نصف حصہ ہے۔ اس لئے قرآن مجید نے اپنی ابتداء میں ہی جو صفت متقیوں کی بیان فرمائی ہے۔ اس میں ان کی ذمہ داریوں کا خلاصہ ان الفاظ میں کیا ہے۔

اَلَّذِيْنَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ

یعنی متقی تو وہ جو ایک طرف تو خدا کی محبت میں اس کی عبادت بجا لاتے ہیں اور دوسری طرف اپنے خداداد رزق سے دین کی خدمت میں خرچ کرتے ہیں۔

اس اہم آیت میں گویا دینی فرائض کا پچاس فی صد حصہ، انفاق فی سبیل اللہ کو قرار دیا گیا ہے۔ چنانچہ یہی وجہ ہے کہ قرآن مجید نے جہاں جہاں اعمال صالحہ کی تلقین فرمائی ہے۔ وہاں ہر مقام پر لازماً صلوٰۃ اور زکوٰۃ کو خاص طور پر بیان کیا ہے۔"

ناظر بیت المال (آمد) قادیان

مکرم سیّد محمد یوسف شاہ صاحب آف اسلام آباد (کشمیر) قادیان میں وفات پاگئے

اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ

قادیان ۱۹ ر نومبر افسوس کہ مکرم سید محمد یوسف شاہ صاحب آف اسلام آباد (کشمیر) جو چند روز سے قادیان آئے ہوئے تھے کل ۸ بجے شب ستر سال کی عمر میں وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْن موصوف ایک ماہ سے شدید طور پر بیمار تھے۔ بغرض علاج چنڈی گڑھ آئے۔ اور وہاں سے ان کی خواہش پر ۶ نومبر کو ان کے اکلوتے بیٹے سیّد عبد الماجد صاحب بی ایس سی انہیں قادیان لے آئے یہاں بھی حتی الامکان علاج معالجہ جاری رہا۔ لیکن بالآخر تقدیر الٰہی غالب آئی۔ تجہیز و تکفین کے بعد آج نماز ظہر سے قبل حضرت امیر صاحب مقامی الحاج مولانا عبد الرحمٰن صاحب فاضل نے نماز جنازہ ادا کی جس میں مقامی درویشان کرام نے کثیر تعداد میں شرکت کی بعدہٗ بہشتی قبرستان میں امانتاً تدفین عمل میں آئی۔

مرحوم نے مدرسہ احمدیہ قادیان میں تعلیم پا کر مولوی فاضل پاس کیا۔ اسلام آباد (کشمیر) میں ریٹائرمنٹ تک گورنمنٹ اسکول میں بطور ٹیچر ملازمت کی۔

مرحوم اچھے خلیق، مہمان نواز اور مرنجاں مرنج طبیعت کے مالک اور علم دوست تھے اسلام آباد میں آنے والے کسی بھی مبلغ یا احمدی دوست کو مل کر باصرار اپنے گھر لے جانے اور مہمان نوازی کرنے میں خوشی محسوس کرتے

احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کی مغفرت فرمائے اور جنت میں ان کے درجات بلند کرے۔ اور جملہ پسماندگان کا حامی و ناصر ہو آمین

جنگس
زلزلہ
قسمہ اور ہر ماڈل
کے موٹر کار، موٹر سائیکل، سکوٹرس کی خرید و فروخت
اور تبادلہ کے لئے آٹو ونگس کی خدمات حاصل فرمائیے
AUTOWINGS
آٹو ونگس
32, SECOND MAIN ROAD
C.I.T COLONY, MADRAS-600004
PHONE NO. 76360

قادیان میں جماعتِ احمدیہ کا تراسی ۸۳ واں عظیم الشان

جلسہ سالانہ

بتاریخ ۱۳-۱۴-۱۵ فتح ۱۳۵۳ ہجری شمسی
دسمبر ۱۹۷۴ عیسوی

بروز جمعہ ہفتہ اتوار

تحقیقِ حق اور تعلیمِ اسلام و صداقتِ احمدیت معلوم کرنے کا بہترین و نادر موقعہ!

پیشوایانِ مذاہب کی تعظیم اور امن و اتحاد کے قیام کے متعلق تقاریر

مقامِ اجتماع
محلہ احمدیہ
قادیان ضلع گورداسپور پنجاب

حضرت امام جماعت احمدیہ کے روح پرور پیغام کے علاوہ ذیل کے روحانی اور علمی موضوعات پر جماعت احمدیہ کے ودوان خطاب فرمائیں گے

- ★ ہستی باری تعالیٰ (موجودہ علمی اور سائنسی تحقیقات کی روشنی میں)۔
- ★ مسئلہ ختم نبوت کی حقیقت۔
- ★ انسانی برادری اور مذہبی رواداری۔
- ★ موجودہ سائنٹفک دور اور اسلام
- ★ رابطہ عالم اسلامی کانفرنس کی قراردادیں اور ان کا واقعاتی جائزہ۔
- ★ ذکرِ حبیب علیہ السلام۔
- ★ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مکی زندگی۔
- ★ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیشگوئیاں۔
- ★ جماعتِ احمدیہ کی تدریجی ترقی اور اس کا دنیا پر اثر۔
- ★ جماعتِ احمدیہ پر مظالم کی داستانِ درد اور احمدیوں سے عالمی رواداری کا شاندار مظاہرہ۔
- ★ برکاتِ خلافت۔

نوٹ :- (۱) بیرونِ ہند سے بھی زائرین کے تشریف لانے کی توقع ہے۔ (۲) جلسہ کے دوران میں کسی کو سوال کرنے کی اجازت نہیں ہوگی۔ (۳) ہمارا جلسہ سالانہ خالص روحانی اور مذہبی جلسہ ہے۔ اس تقریب کا سیاست سے کوئی تعلق نہیں۔ (۴) مہمانوں کے قیام و طعام کا انتظام صدر انجمن احمدیہ کے ذمہ ہوگا البتہ موسم کے مطابق بستر ہمراہ لائیں۔ (۵) مردانہ جلسہ گاہ کا پروگرام زنانہ جلسہ گاہ میں سُنایا جائے گا۔ البتہ درمیانی دن عورتوں کا الگ پروگرام ہوگا ——— !!

الداعی: خاکسار مرزا وسیم احمد ناظر دعوت و تبلیغ صدر انجمن احمدیہ قادیان ضلع گورداسپور